

# الْعُرْوَةُ فِي مَنَاسِكِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

## فتاویٰ حج و عمرہ

(حصہ سیزدہم)

تالیف

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

نام کتاب : الْعُرْوَةُ فِي مَنَاسِكِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

”فتاویٰ حج و عمرہ“ (حصہ سیزدہم)

تالیف : شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

سن اشاعت : رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ / جون ۲۰۱۹ء

اشاعت نمبر : 302

تعداد اشاعت : 5200

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی

فون: 2439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔

## فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات
5	<b>پیش لفظ</b>
7	<b>طواف</b>
7	بے وضو نفلی طواف کا حکم
10	طواف زیارت جب مکمل یا اکثر ترک ہو جائے
13	معدور شرعی طواف زیارت کیسے کرے؟
16	جسے پیشاب کی تھیلی لگی ہو وہ طواف کیسے کرے؟
21	تارک طواف زیارت کے لئے نکاح اور ہمبستری کی شرعی حیثیت
24	حالت حیض میں عمرہ کے طواف کا حکم
29	بعد عصر نماز طواف ادا کرنا کیسا ہے؟
33	<b>رمی</b>
33	بھیڑ کے خوف سے خواتین کی طرف سے رمی کا حکم
37	حاجی بچی ہوئی کنکریوں کا کیا کرے اور کیا نہ کرے؟
39	گیارہ تاریخ کو ایک جمرہ کی رمی ترک کرنے کا حکم
40	کیا سات میں سے چار کنکریاں لگنے پر رمی درست ہوگی؟
43	تیرہ ذوالحجہ کو ہوٹل سے آ کر رمی کرنے والا کیا اس دن کی فضیلت کو پالے گا؟
47	<b>مزدلفہ</b>

47	وقوف مزدلفہ ترک کرنے کا حکم
50	<b>سعی</b>
50	سعی میں ستر عورت کا حکم
53	دوران سعی ماہواری کا شبہ ہونا
62	مرض کی وجہ سے سعی ترک کرنے کا حکم جبکہ تارک سعی مکہ میں حالت احرام میں ہو
64	<b>قربانی</b>
64	کیا حاجی پر اپنے وطن اور مکہ دونوں جگہ دو قربانیاں کرنا لازم ہوگا؟
67	مسافر ایام نحر میں مقیم ہو جائے یا فقیر صاحب نصاب ہو جائے تو اُس پر قربانی کا وجوب
69	<b>حلق و تقصیر</b>
70	محرّمہ کا کسی عورت کی تقصیر کرنا
72	حلق کروائے بغیر کپڑے پہن لینے کا حکم
74	حلق کروائے بغیر دوسرا احرام باندھنے پر کیا لازم ہوگا؟
76	حلق کے دوران کریم استعمال کرنے کا شرعی حکم
78	عمرہ کی سعی سے قبل حلق کروانے کا حکم
80	احرام سے نکلنے وقت خود اپنی تقصیر کرنا کیسا؟
83	مرد و عورت کے حق میں حلق و تقصیر کی مقدار

## پیش لفظ

حج اسلام کا اہم رُکن ہے جس کی ادائیگی صاحب استطاعت پر زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے، اس کے بعد جتنی بار بھی حج کرے گا نفل ہوگا اور پھر لوگوں کو دیکھا جائے تو کچھ تو زندگی میں ایک ہی بار حج کرتے ہیں کچھ دو یا تین بار، اقل قلیل ایسے ہوتے ہیں جن کو ہر سال یہ سعادت نصیب ہوتی ہے۔ لہذا حج کے مسائل سے عدم واقفیت یا واقفیت کی کمی ایک فطری امر ہے۔ پھر کچھ لوگ تو اس کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے، دوسروں کی دیکھا دیکھی ایسے افعال کا ارتکاب کرتے ہیں جو سراسر ناجائز ہوتے ہیں اور کچھ علماء کرام کی طرف رُجوع کرتے ہیں مناسک حج و عمرہ کی تربیت کے حوالے سے ہونے والی نشستوں میں شرکت کرتے ہیں پھر بھی ضرورت پڑنے پر حج میں موجود علماء یا اپنے ملک میں موجود علماء سے رابطہ کر کے مسئلہ معلوم کرتے ہیں۔ اور پھر علماء کرام میں جو مسائل حج و عمرہ کے لئے کُتب فقہ خصوصاً مناسک حج و عمرہ کا مطالعہ رکھتے ہیں وہ تو مسائل کا صحیح جواب دے پاتے ہیں اور جن کا مطالعہ نہیں ہوتا وہ اس سے عاجز ہوتے ہیں، اور ایسی صورت میں بعض تو اپنے قیاس سے مسائل بتا دیتے ہیں حالانکہ مناسک حج و عمرہ توقیفی ہیں۔ ہمارے ہاں جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے زیر اہتمام نور مسجد میٹھا در میں پچھلے کئی سالوں سے ہر سال باقاعدہ تربیت حج کے حوالے سے نشستیں ہوتی ہیں، اسی لئے لوگ حج و عمرہ کے مسائل میں ہماری طرف کثرت سے رُجوع بھی کرتے ہیں، اکثر تو زبانی اور بعض تحریری جواب طلب کرتے ہیں اور کچھ مسائل کہ جن کے لئے ہم نے خود بھی اپنے ادارے میں قائم دارالافتاء کی جانب رُجوع کیا تھا اور کچھ مفتی صاحب نے ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء اور ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء کے سفر حج میں مکہ مکرمہ میں تحریر فرمائے۔ پھر ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۸ء اور ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء کے سفر حج میں اور کچھ کراچی میں مزید فتاویٰ تحریر ہوئے، اس طرح ہمارے دارالافتاء سے مناسک حج و عمرہ اور اس سفر میں پیش آنے

والے مسائل کے بابت جاری ہونے والے فتاویٰ کو ہم نے علیحدہ کیا اور اُن میں سے جن کی اشاعت کو ضروری جانا اس مجموعے میں شامل کر دیا اور چھ حصے اس سے قبل شائع کئے جو ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء تک کے فتاویٰ تھے بعد کے فتاویٰ کو جب جمع کیا گیا تو ضخامت کی وجہ سے اُن میں سے کچھ فتاویٰ حصہ ہفتم میں ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء پھر حصہ ہشتم ۱۴۳۴ھ/ ۲۰۱۳ء میں شائع کئے گئے اور پھر حصہ نہم میں ۱۴۳۴ھ/ ۲۰۱۳ء اور ۱۴۳۵ھ/ ۲۰۱۴ء کے فتاویٰ ۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۵ء میں شائع کئے۔ اب ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۵ء کہ جس میں مفتی صاحب قبلہ کسی مجبوری کی وجہ سے حج کے لئے نہ جاسکے لیکن لوگ فون پر اور نیٹ پر ان سے یا حاجیوں کے عزیز جو کراچی میں تھے وہ بالمشافہ ان سے رابطہ کر کے مسائل حج معلوم کرتے رہے آپ کچھ زبانی دیئے اور کچھ تحریری جوابات لکھتے رہے وہ فتاویٰ اور ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء میں دوران حج لکھے گئے فتاویٰ کو ترتیب دیا گیا۔ اس طرح دو حصے تیار ہوئے اور دسواں حصہ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ/ جون ۲۰۱۷ء کو شائع ہوا اور گیارہواں حصہ شوال المکرم ۱۴۳۸ھ/ جولائی ۲۰۱۷ء میں ہوا۔ پھر ۲۰۱۷ء اور ۲۰۱۸ء کے سفر حج میں اور کچھ دارالافتاء النور میں مفتی صاحب نے حج و عمرہ کے بارے میں فتاویٰ لکھے ان کو جب ترتیب دیا گیا تو تین حصے تیار ہوئے۔

جن میں سے بارہواں حصہ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ/ مئی ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا۔ اب تیرہواں حصہ ”جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان“ ماہ جون میں اپنے سلسلہ اشاعت کے ۳۰۲ ویں نمبر پر شائع کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کی کاوش کو قبول فرمائے اور اسے عوام و خواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

فقیر محمد عرفان ضیائی

خادم جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

## طواف

بے وضو نفلی طواف کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک خاتون کا نفلی طواف کے ساتویں چکر میں وضو ٹوٹ گیا مگر اس نے اسی حالت میں طواف مکمل کر لیا تو کیا حکم ہوگا؟ (c/o مفتی عبدالرحمن، عزیز، مکہ)

باسمہ تعالیٰ و تقدس الجواب:- صورت مسئلہ میں جاننا چاہیے کہ طہارت حکمی طواف کے واجبات سے ہے۔

چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: الطہارة عن الحدث الأكبر والأصغر۔ (۱)

یعنی، (طواف کے واجبات میں) حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاک ہونا ہے۔

اور مؤلاً علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۲ھ لکھتے ہیں: یجب فی الطواف: الطہارة عن الحدثین۔ (۲)

یعنی، طواف میں دو حدث (حدث اصغر اور حدث اکبر) سے پاک ہونا واجب ہے۔

لہذا طواف کے لئے وضو واجب ہے۔

چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت نے لکھا ہے:

(۱) لباب المناسک، باب أنواع الأظوفة وأحكامها، فصل فی واجبات الطواف، ص ۱۱۳

(۲) لباب المناسک فی ضمن مجموع رسائل العلامة المآلی علی القاری، فصل، ۴۱۵/۳

وواجب وهو الوضوء للطواف۔ (۳)

یعنی، اور طواف کے لیے وضو کرنا واجب ہے۔

اور یہ یاد رہے کہ پاکی پورے طواف میں واجب ہے تو جب اس کا وضو ساتویں چکر میں ٹوٹ گیا تھا تو اس پر لازم تھا کہ وضو کر کے آتی اور ساتواں چکر کا جو حصہ جہاں سے باقی رہ گیا تھا تو اُسے پورا کر لیتی لیکن چونکہ اس نے ایسا نہ کیا بلکہ بے وضو ہی طواف مکمل کر لیا تو اب اُس پر ایک صدقہ کرنا لازم ہوگا۔

چنانچہ علامہ ابو الا خلاص حسن بن عمار شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں:

والصدقة لو محدثاً لوجوبه بالشروع كما في "التبيين" (۴)

یعنی، اگر بے وضو نے طواف کیا تو صدقہ کرنا (واجب) ہے اس کے واجب ہونے کی وجہ طواف کو شروع کرنے کے سبب سے ہے۔ جیسا کہ "تبیین" میں ہے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: أَشَارَ إِلَى أَنَّ الْحُكْمَ كَذَلِكَ فِي كُلِّ طَوَافٍ هُوَ تَطَوُّعٌ، فَيَجِبُ الدَّمُ لَوْ طَافَهُ جُنُبًا، وَالصَّدَقَةُ لَوْ مُحَدَّثًا كَمَا فِي "الشَّرْهُ نَبَالِيَّةٍ" عَنْ "الرَّيْلَعِي"۔ (۵)

یعنی، اس کی طرف اشارہ ہے کہ ہر ایسے طواف میں بیشک حکم اسی طرح ہے جو نفلی ہو کیونکہ اس کو شروع کرنے سے طواف لازم ہو جاتا ہے جیسے نماز۔ (۶)

پس دم واجب ہوگا اگر اس نے حالت جنابت میں طواف کیا اور حالت حدث

(۳) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الاول فی الوضوء، الفصل الثالث فی المستحبات، ۹/۱

(۴) غنیۃ ذوی الأحکام علی الدرر الحکام، کتاب الحج، باب الجنایات، ص ۲۴۲

(۵) رد المحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، تحت قوله: لوجوبه بالشروع، ۶۶۱/۳

(۶) كما في لباب المناسک، باب أنواع الأظوفة وأحكامها، ص ۱۱۰

(بے وضو ہونے کی صورت) میں صدقہ ہوگا جیسا کہ ”شرنبلائیہ“ میں ”زیلعی“ سے روایت ہے۔

اور ایسا شخص کہ جسے یہ صورت پیش آئے اور وہ اُس حصے کا اعادہ کر لیتا ہے کہ جو بے وضو ادا کیا گیا ہے تو اُس پر سے صدقہ ساقط ہو جائے گا جیسا کہ اگر دم لازم ہوتا تو وہ بھی اعادہ سے ساقط ہو جاتا۔

چنانچہ علامہ ابوالاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں: وان أعاده قبل الذبح سقط الدم ای والصدقة كما في التبيين۔ (۷)

یعنی، یہ کہ وہ اس کا ذبح سے قبل اعادہ کر لے تو دم یعنی صدقہ ساقط ہو جائے گا اسی طرح ”تبيين“ میں ہے۔

اور علامہ نظام الدین حنفی اور علماء ہند کی جماعت نے لکھا: وَإِنْ طَافَ أَقْلَهُ مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ فِي الرُّوَايَاتِ كُلِّهَا وَتَسْقُطُ بِالْإِعَادَةِ بِالْإِجْمَاعِ كَذَا فِي ”السَّرَاجِ الْوَهَّاجِ“ (۸)

یعنی، اگر کسی نے حالتِ حدث میں اکثر سے کم طواف کیا تو اس پر تمام روایات کے مطابق صدقہ کرنا لازم ہے اور وہ لوٹانے کے سبب سے بالا جماع ساقط ہو جائے گا۔ اسی طرح ”سراج الوہاج“ میں ہے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم الأربعاء ٤، ذو الحجة ١٤٣٩ هـ - ١٥ أغسطس ٢٠١٨ م FU-20

طواف زیارت جب مکمل یا اکثر ترک ہو جائے

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص مکمل یا اکثر طواف زیارت ترک کر دے تو اُس کے لئے کیا حکم شرع ہے جبکہ اُس نے طواف وداع بھی نہ کیا ہو؟

باسمہ تعالیٰ و تقدس الجواب :- صورتِ مسئلہ میں مذکور شخص کا حج مکمل نہیں ہوا کیونکہ طواف زیارت حج کا رکن ہے اور جب تک طواف زیارت نہیں کر لیتا عورتیں اس پر حرام رہیں گی کیونکہ وہ مکمل طور پر احرام سے باہر نہیں نکلا تو اُس پر لازم ہے کہ وہ اسی احرام کے ساتھ واپس لوٹے اگر بالکل طواف زیارت نہ کیا ہو تو مکمل طواف کرے اور اگر تین سے زیادہ چکر چھوڑے تھے تو باقی چکر طواف کرے اور طواف زیارت کے واجب وقت سے مؤخر کرنے کی وجہ سے دم بھی دے اور طواف وداع نہیں کیا تھا اُس کے لئے ایک اور طواف بھی کرے تاکہ وہ طواف وداع ادا ہو جائے۔

اور اگر اُس نے طواف زیارت اصلاً نہیں کیا تھا تو اس کے بارے میں امام برہان الدین ابی الحسن علی بن ابی بکر فرغانی مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں: ولو لم يطف طواف الزيارة أصلاً حتى يرجع إلى أهله؛ فعليه أن يعود بذلك الإحرام لانعدام التحلل منه، وهو محرم عن النساء أبداً حتى يطفو۔ (۹)

یعنی، اگر اصلاً طواف زیارت نہ کیا اور اپنے اہل کو لوٹ گیا تو اُس پر لازم ہے کہ اسی احرام کے ساتھ لوٹے کیونکہ وہ (پہلے) احرام سے فارغ نہیں ہوا اور وہ عورتوں سے

ہمیشہ حرام کیا گیا ہے یہاں تک وہ طواف زیارت کر لے۔

اور اگر تین سے زیادہ پھیرے چھوڑے تھے تو اس کے بارے میں امام شمس الدین ابوبکر محمد سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں: وَلَوْ طَافَ ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ لِلزِّيَارَةِ وَلَمْ يَطُفْ لِلصَّدْرِ، وَرَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَعُودَ بِالْإِحْرَامِ الْأَوَّلِ، وَيَقْضِيَ بَقِيَّةَ طَوَافِ الزِّيَارَةِ؛ لِأَنَّ الْأَكْثَرَ بَاقٍ عَلَيْهِ فَكَانَ إِحْرَامُهُ فِي حَقِّ النِّسَاءِ بَاقِيًا، وَلَا يَحْتَاجُ هَذَا إِلَى إِحْرَامٍ جَدِيدٍ عِنْدَ الْعُودِ۔ (۱۰)

یعنی، اگر طواف زیارت کے تین چکر لگائے اور طواف وداع نہ کیا اور اپنے اہل کو لوٹ گیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ پہلے احرام کے ساتھ لوٹے اور باقی طواف زیارت کو ادا کرے کیونکہ اکثر اس پر باقی ہے تو عورتوں کے حق میں اس کا احرام باقی ہے اور لوٹتے وقت اسے نئے احرام کی ضرورت نہیں۔

اور جو شخص طواف زیارت بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک ادا نہیں کرتا اس کے بعد کرتا ہے تو اس پر ترک واجب کی وجہ سے دم بھی لازم آتا ہے ایسا شخص میقات سے باہر چلا جائے تو نیا احرام نہیں باندھے گا بلکہ اسی احرام کے ساتھ آئے گا۔

چنانچہ علامہ فرید الدین عالم بن العلاء اندرپتی دہلوی ہندی حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں: أَمَّا إِذَا تَرَكَهُمَا جَمِيعًا إِنْ كَانَ بِمَكَّةَ فَإِنَّهُ يَعِيدُهُمَا، فَإِنْ أَعَادَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ فِي أَيَّامِ النَحْرِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَإِنْ أَعَادَهُ بَعْدَ أَيَّامِ النَحْرِ فَعَلَيْهِ دَمٌ لِلتَّأْخِيرِ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ وَفِي قَوْلِهِمَا لَا شَيْءَ عَلَيْهِ لِلتَّأْخِيرِ، وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ لِلتَّأْخِيرِ طَوَافِ الصَّدْرِ، وَإِنْ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَهُوَ مُحْرَمٌ عَنِ النِّسَاءِ أَبَدًا فَيَعُودُ إِلَى مَكَّةَ

بذلك الإحرام ولا يحتاج إلى إحرام جديد۔ (۱۱)

یعنی، جب اس نے طواف زیارت اور طواف وداع دونوں کو مکمل ترک کیا تو اگر وہ مکہ میں ہو تو ان دونوں کا اعادہ کرے پس اگر اس نے طواف زیارت کا ایام نحر میں اعادہ کیا تو اس پر کچھ لازم نہیں اور اگر ایام نحر کے بعد اعادہ کیا تو اس پر تاخیر کی وجہ سے امام اعظم کے قول کے مطابق دم لازم ہے اور ان دونوں کے قول کے مطابق اس پر تاخیر کی وجہ سے کچھ لازم نہیں اور طواف وداع کو مؤخر کرنے کی وجہ سے بھی اس پر دم لازم نہیں ہے اور اگر اپنے اہل کو لوٹ گیا تو وہ عورتوں سے ہمیشہ حرام کیا گیا ہے پس وہ اسی احرام کے ساتھ مکہ کی طرف لوٹے گا اور نئے احرام کی حاجت نہیں ہے۔

اور ایسے شخص کو بہر صورت لوٹنا لازم ہے کیونکہ کوئی شے اس کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: ولو ترك الطواف كله أو طاف أقله وترك أكثره فعليه حتماً: أن يعود بذلك الإحرام۔ (۱۲)

یعنی، اگر کل طواف چھوڑ دیا یا کم چکر طواف کیا اور اکثر چھوڑ دیا تو اس پر واجب ہے کہ اسی احرام کے ساتھ لوٹے اور طواف کرے۔

اور اس صورت میں ہم نے پہلے ذکر کیا کہ طواف زیارت کے بعد طواف وداع بھی کرنا ہوگا کہ واجب ہے اور طواف زیارت میں تاخیر کی وجہ سے سرزمین حرم پر ایک دم



بھی دینا ہوگا۔

چنانچہ علامہ عالم بن العلاء ہندی حنفی لکھتے ہیں: فیطوف للزيارة وطواف الصدر، وعليه لتأخير طواف الزيارة دم۔ (۱۳)

یعنی، پس وہ طواف زیارت اور طواف وداع کرے اور اُس پر طواف زیارت میں تاخیر کے سبب ایک دم لازم ہے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

FU-56

يوم السبت، ۴ محرم الحرام، ۱۴۴۰ھ - ۱۳ ستمبر ۲۰۱۸م

معذور شرعی طواف زیارت کیسے کرے؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی کا آنتوں کے مرض کے باعث وضو نہ رہتا ہو اور ایسا شخص وضو غسل کرنے کے بعد گھر سے طواف زیارت کے لئے نکلے اور اُس کا وضو راستے ہی میں ٹوٹ جائے تو کیا مسجد حرام جانے سے پہلے کیا جانے والا وضو ”طواف زیارت“ کی ادائیگی کے لئے کفایت کرے گا؟ اور اگر نہیں تو ایسے ادا کئے ہوئے طواف کا کیا حکم ہے؟

(السائل: حافظ بلال قادری)

باسمہ تعالیٰ وتقّدر الجواب: - صورتِ مسئلہ میں سب سے پہلے معذور شرعی کی تعریف سمجھنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی کو ایسی بیماری لاحق ہو کہ پورا ایک وقت گزر جائے لیکن وہ وضو کر کے فرض نماز ادا نہ کر سکے۔

چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا وہ

(۱۳) الفتاوی التاتار خانیة، کتاب الحج، الفصل السابع فی الطواف والسعی، رقم

المسئلة ۵۱۵، ۳/۶۰۷

معذور ہے۔ (۱۴)

لہذا اگر سوال میں مذکور مریض پر معذور کی تعریف صادق آتی ہے تو شرعاً معذور ہے اور معذور افراد استحاضہ والی عورت کے حکم میں ہیں۔

چنانچہ علامہ ابوالاُخلاص حسن بن عتار شربلہ الی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں: عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى فسائر ذوى الأعذار فى حكم المستحاضة۔ (۱۵)

یعنی، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تمام عذر والے مستحاضہ کے حکم میں ہیں۔

اور استحاضہ والی عورت کے لئے حکم یہ ہے کہ اُسے ہر فرض نماز کا وقت نکلنے پر وضو کرنا ہوتا ہے۔

چنانچہ امام ابی الحسین احمد بن محمد قدوری حنفی متوفی ۲۲۸ھ لکھتے ہیں: والمستحاضة ومن به سلس البول، والرّعاف الدائم والجرح الذى لا يرقأ يتوضؤون لوقت كل صلاة فيصلون بذلك الوضوء فى الوقت ما شاءوا من الفرائض والنوافل۔ (۱۶)

یعنی، مستحاضہ اور جسے پیشاب کا قطرہ آتا ہو اور دائمی نکسیر اور ایسا زخم ہو کہ جو نہ ٹھہرتا ہو (بلکہ بہتا رہتا ہو) وہ ہر نماز کے وقت کے لیے وضو کریں گے پس وہ اسی وضو سے وقت میں فرائض ونوافل سے جو چاہیں نماز پڑھیں گے۔

(۱۴) بہار شریعت، کتاب الطہارۃ، وضو کا بیان، استحاضہ کا احکام، ۱/۳۸۵

(۱۵) مراقی الفلاح، کتاب الطہارۃ، باب الحيض والنفاس والاستحاضة، تحت قوله: لوقت كل

فرض، ص: ۶۱، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى: ۱۴۱۵-۱۹۹۵م

(۱۶) مختصر القدوری، کتاب الطہارۃ، طہارۃ المستحاضة، ص: ۵۷

واضح رہے کہ اگر کوئی شخص معذور شرعی ہو تو اُس کا وضو اُس سبب سے نہ جائے گا کہ جس سبب سے معذور ہے لہذا اگر اُس عذر کے علاوہ نواقض وضو میں کوئی ناقض پایا تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: معذور کا وضو اس چیز سے نہیں جاتا جس کے سبب معذور ہے، ہاں اگر کوئی دوسری چیز وضو توڑنے والی پائی گئی تو وضو جاتا رہا۔ مثلاً جس کو قطرے کا مرض ہے، ہوا نکلنے سے اس کا وضو جاتا رہے گا اور جس کو ہوا نکلنے کا مرض ہے، قطرے سے وضو جاتا رہے گا۔ (۱۷)

لہذا سوال میں ذکر کردہ شخص اگر شرعاً معذور ہے تو پہلا وضو کفایت کرے گا اور اگر وہ شرعاً معذور نہ ہو تو اُس پر دم لازم ہوگا البتہ اُسے طواف کا اعادہ کرنا اُس وقت تک مستحب ہے جب تک کہ وہ مکہ مکرمہ میں ہے۔

چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۲ھ لکھتے ہیں: (ولو طاف للزيارة كله أو أكثره محدثاً، فعليه شاة، وعليه الإعادة استحباباً) أي ما دام مكة (وقيل: حتماً) أي بناء على مافى بعض نسخ "المبسوط" من أن عليه أن يعيده، والأول أصح۔ (۱۸)

یعنی، اگر کسی نے مکمل یا اکثر طواف زیارت بے وضو کیا تو اُس پر بکری قربان کرنا لازم ہے اور اُس پر اعادہ کرنا مستحب ہے یعنی جب تک کہ وہ مکہ مکرمہ میں ہے اور کہا گیا کہ اعادہ کرنا لازمی ہے بناء کرتے ہوئے اس پر جو "مبسوط" کے بعض نسخوں میں ہے

(۱۷) بہار شریعت، کتاب الطہارۃ، وضو کا بیان، استحاضہ کا احکام، ۳۸۶/۱-۳۸۷

(۱۸) لباب المناسک و شرحہ المسلك المتقسط فی المنسک المتوسط، باب الجنایات وأنواعها، النوع

الخامس: الجنایات فی أفعال الحج، فصل فی حکم الجنایات فی طواف الزيارة، ص ۴۹۰

کہ بے شک اُس پر اعادہ کرنا لازم ہے اور اوّل زیادہ صحیح ہے۔ اور اگر ایسا شخص ایام نحر یا ایام نحر کے بعد اس کا اعادہ کر لیتا ہے تو بھی اُس سے دم ساقط ہو جائے گا۔

چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۲ھ لکھتے ہیں: (فإن أعاده سقط عنه الدم، سواء أعاده في أيام النحر أو بعده، ولا شيء عليه للتأخير)، لأن النقصان فيه يسير، بخلاف الجنب حيث يجب فيه عليه الدم للتأخير، ولا شيء عليه ههنا للتأخير۔ (۱۹)

یعنی، پس اگر وہ اس کا اعادہ کر لے گا تو اُس سے دم ساقط ہو جائے گا برابر ہے کہ اُس کا اعادہ ایام نحر میں کیا ہو یا ایام نحر کے بعد، اور اُس پر تاخیر کی وجہ سے کچھ لازم نہ ہوگا کیونکہ بے وضو کرنے میں نقص کم ہے بخلاف جنبی کے اس حیثیت سے کہ جنابت کی حالت میں کرنے کی بناء پر تاخیر کی وجہ سے دم لازم آتا ہے اور یہاں بے وضو کرنے والے پر تاخیر کی وجہ سے کچھ لازم نہ ہوگا۔

والله تعالى أعلم بالصواب

FU-65

يوم الأحد، ۸ ربيع الآخر ۱۴۴۰ھ - ۱۵ دسمبر ۲۰۱۸م

جسے پیشاب کی تھیلی لگی ہو وہ طواف کیسے کرے؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس شخص کو پیشاب کی تھیلی لگی ہو وہ طواف کیسے کرے اور حرم شریف میں کیسے داخل ہو؟  
(C/O مفتی عبدالرحمن، از مکہ مکرمہ)

(۱۹) لباب المناسک و شرحہ المسلك المتقسط فی المنسک المتوسط، باب الجنایات وأنواعها، النوع

الخامس: الجنایات فی أفعال الحج، فصل فی حکم الجنایات فی طواف الزيارة، ص ۴۹۰-۴۹۱



باسمہ تعالیٰ و تقدس الجواب :- صورتِ مسئلہ میں اس شخص کا حکم وہی ہے جو ایک معذور کا ہوتا ہے کہ جسے پیشاب کے قطرے آنے کی بیماری ہو۔ چونکہ مسئلہ صورت میں بھی پیشاب پر کنٹرول نہیں ہوتا بلکہ جو بھی قطرہ آتا ہے وہ نالی کے ذریعے بوتل تک پہنچ جاتا ہے لہذا یہ بھی معذور ہے۔

اور معذورین کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت کے لیے نیا وضو کریں۔ چنانچہ امام ابی الحسین احمد بن محمد قدوری حنفی متوفی ۴۲۸ھ لکھتے ہیں: والمستحاضة ومن به سلس البول، والرّعاف الدائم والجرح الذي لا يرقأ يتوضؤون لوقت كل صلاة فيصلون بذلك الوضوء في الوقت ما شاءوا من الفرائض والنوافل۔ (۲۰)

یعنی، مستحاضہ، اور جسے پیشاب کا قطرہ آتا ہو، اور دائمی نکسیر، اور ایسا زخم ہو کہ جونہ ٹھہرتا ہو (بلکہ بہتا رہتا ہو) وہ ہر نماز کے وقت کے لیے وضو کریں گے پس وہ اسی وضو سے وقت میں فرائض و نوافل سے جو چاہیں نماز پڑھیں گے۔

اس عبارت میں ”لَوْ قَتِ كُلِّ صَلَاةٍ“ کو ذکر کیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے عصر کے وقت وضو کیا تو اُس کا وضو سورج کے غروب ہوتے ہی جاتا رہے گا اور اب اُسے نمازِ مغرب پڑھنے کے لیے نیا وضو کرنا ہوگا (علیٰ ہذا القیاس) اور یہ واضح رہے کہ اگر کوئی ”ہر نماز کے وقت کے لیے“ کے بجائے یہ کہے کہ فرض نماز کا وقت جانے سے معذور کا وضو ٹوٹ جائے گا تو بھی بجائے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ احسن جملہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم یہ جملہ کہیں گے تو اُس وقت یہ حکم بھی سامع کو سمجھنا آسان ہو سکتا ہے کہ اگر اگر کوئی عید، اشراق، یا چاشت کی نماز کے لیے وضو کرے تو اُس کا وضو ظہر کے آخر تک قائم رہے

گا کیونکہ طلوع آفتاب کے بعد سے کسی فرض نماز کا وقت اُس وقت تک نہیں جاتا جب تک کہ ظہر کا وقت ختم نہ ہونے پائے۔

چنانچہ امام برہان الدین ابی الحسن علی بن ابی بکر فرغانی مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں: فَإِنْ تَوَضَّأُوا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ أَجْزَأُ لَهُمْ عَنْ فَرْضِ الْوَقْتِ حَتَّى يَذْهَبَ وَقْتُ الظُّهْرِ۔ (۲۱)

یعنی، پس اگر وہ وضو کریں اُس وقت کہ جب سورج طلوع ہو جائے انہیں وقتی فرض سے جائز ہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت چلا جائے۔

اور آگے لکھتے ہیں: حَتَّى لَوْ تَوَضَّأَ الْمَعْدُورُ لَصَلَاةِ الْعِيدِ لَهُ أَنْ يَصَلِّيَ الظُّهْرَ بِهِ عِنْدَهُمَا وَهُوَ الصَّحِيحُ۔ (۲۲)

یعنی، حتیٰ کہ اگر معذور نے نمازِ عید کے لیے وضو کیا تو اُس کے لیے جائز ہے کہ وہ اسی (وضو) کے ساتھ ظہر پڑھے طرفین (۲۳) کے نزدیک اور یہی صحیح ہے۔

اور یہ بات ذہن نشین رہے کہ معذور کا وضو وقت کے نکلنے سے قبل اُس صورت میں ضرور ٹوٹے گا جبکہ نواقض وضو کے اسباب میں سے کوئی ایک بھی سبب پایا جائے اور وہ اُس عارضے کے علاوہ ہو کہ جس سبب سے وہ معذور ہوا ہے۔

چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: معذور کا وضو اس چیز سے نہیں جاتا جس کے سبب معذور ہے، ہاں اگر کوئی دوسری چیز وضو ٹوٹنے والی

(۲۱) الہدایۃ شرح بدایۃ المبتدی، کتاب الطہارات، باب الحيض والاستحاضة، فصل ۲/۱، ص ۴۱

(۲۲) الہدایۃ شرح بدایۃ المبتدی، کتاب الطہارات، باب الحيض والاستحاضة، فصل ۲/۱، ص ۴۱

(۲۳) كما في العناية، كتاب الطہارات، باب الحيض والاستحاضة، تحت قوله: عندهما، ۱۵۶/۱

پائی گئی تو وضو جاتا رہا مثلاً جس کو قطرے کا مرض ہے، ہوا نکلنے سے اس کا وضو جاتا رہے گا اور جس کو ہوا نکلنے کا مرض ہے، قطرے سے وضو جاتا رہے گا۔ (۲۴)

تو لہذا تھیلی لگا شخص معذور کے حکم میں ہے اس لئے وہ وضو کر کے فرض نماز کا وقت جانے سے قبل مکمل طواف کر سکتا ہے۔

چنانچہ علامہ ابوالاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں:

والواجبات كالوتر والعيّد وصلاة جنازة وطوافٍ ومَسِّ مصحفٍ۔ (۲۵)

یعنی، (جائز ہے) واجبات (کی ادائیگی کرنا) جیسے وتر، عید، نماز جنازہ، اور طواف (کرنا)، اور مصحف (قرآن مجید) کا چھونا۔

اور اگر کوئی شرعی معذور طواف کر رہا ہو اور دوران طواف فرض نماز کا وقت جاتا رہے تو اب اُسے طواف کے لیے نیا وضو کرنا پڑے گا کیونکہ طواف کے لیے وضو واجب ہے۔

چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت لکھتے ہیں:

وواجب وهو الوضوء للطواف۔ (۲۶)

یعنی (وضو کی ایک قسم) واجب ہے اور وہ طواف کے لیے وضو کرنا ہے۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ اگر وہ شخص طواف کے کم از کم چار چکر فرض نماز کا وقت جانے سے قبل لگا چکا ہے تو اُسے چاہیے کہ بقاء کرے۔

چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ اور مولّا علی بن سلطان قاری حنفی

(۲۴) بہار شریعت، کتاب الطہارۃ، وضو کا بیان، استحاضہ کا احکام، ۳۸۶/۱-۳۸۷

(۲۵) مراقی الفلاح، کتاب الطہارۃ، باب الحيض والنفاس والاستحاضة، تحت قوله: النوافل، ص ۶۱

(۲۶) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الاول فی الوضوء، الفصل الثالث فی المستحبات، ۹/۱

متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (وَصَاحِبُ الْعِذْرِ الدَّائِمِ) اُی حَقِيقَةُ اَوْ حُكْمًا (اِذَا طَافَ اَرْبَعَةً اَشْوَاطٍ ثُمَّ خَرَجَ الْوَقْتُ تَوْضًا) اُی قِیَاسًا لِلطَّوْفِ عَلٰی الصَّلَاةِ (وَبْنِی) اُی عَلَیْهِ۔ (۲۷)

یعنی، دائمی عذر والا یعنی حقیقی ہو یا حکمی جب وہ چار چکر طواف کے لگا لے پھر وقت نکل جائے تو وہ وضو کرے یعنی طواف کو نماز پر قیاس کرتے ہوئے اور وہ اس پر بناء کرے، میری مراد اس پر۔

اور اگر اس نے چار سے کم چکر طواف کیا تھا اور نماز کا وقت ختم ہو گیا تو بھی وہی حکم ہے کہ بناء کرے مگر اس پر نوطواف افضل ہے۔

چنانچہ مولّا علی بن سلطان قاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْحَكَمَ كَذَلِكَ فِي أَقَلِّ مِنَ الْأَرْبَعَةِ إِلَّا أَنْ الْإِعَادَةَ حِينَئِذٍ أَفْضَلُ۔ (۲۸)

یعنی، ظاہر یہ ہے کہ بیشک چار سے کم میں حکم اسی طرح ہے مگر یہ کہ اعادہ اس وقت افضل ہے۔

اور سوال میں تھیلی لگے شخص کے حرم میں داخلے کے بارے میں پوچھا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر سائل کی حرم سے مراد مسجد الحرام ہے جیسا کہ عوام الناس حرم سے مراد مسجد الحرام لیتے ہیں تو وہ مسجد الحرام میں نماز و طواف وغیرہما کے لیے داخل ہو سکتا ہے۔ لیکن اُسے چاہیے کہ وہ اس بات کا خصوصی خیال رکھے کہ مسجد آلودہ نہ ہونے پائے۔

(۲۷) لباب المناسک و شرحه المسلك المتقسط فی المنسک المتوسط علی لباب المناسک، مع إرشاد

الساری، باب أنواع الأظوفة، فصل فی مسائل شتی، ص ۲۳۶-۲۳۷

(۲۸) المسلك المتقسط فی المنسک المتوسط علی لباب المناسک، باب أنواع الأظوفة، فصل فی

مسائل شتی، ص ۲۳۷

اور اگر بیت اللہ شریف کے گرد وہ خطہ زمین ہے جسے شرع مطہرہ نے حرم قرار دیا ہے تو اس میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے سوائے اس کے کہ مساجد میں داخل ہونے کے لئے ان تمام باتوں کا خیال رکھنا ہوگا جو اوپر ذکر کی گئیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

یوم الأربعاء ۴ ذوالحجۃ ۱۴۳۹ھ - ۱۵: أغسطس، ۲۰۱۸م

FU-19

تارک طواف زیارت کے لئے نکاح اور ہمبستری کی شرعی حیثیت

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص نے طواف زیارت کو ترک کر دیا اور محرم الحرام میں اُس کی رخصتی ہے تو کیا اُسے معاملہ زوج حلال ہوگا؟ اور اگر اس سے حمل رہ گیا تو کیا حکم ہے؟

(السائل: C/O مفتی شہزاد عطاری، کھارادر)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب :- صورت مسئلہ میں ایسا شخص ہمیشہ کے لئے صرف عورتوں کے حق میں حرام رہے گا یہاں تک کہ اُس سے طواف زیارت کے چار چکر واقع ہو جائیں۔

چنانچہ امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر فرغانی مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں: ولو لم يطف طواف الزيارة أصلاً حتى يرجع إلى أهله؛ فعليه أن يعوّذ بذلك الإحرام. لانعدام التحلل منه وهو محرم عن النساء أبداً حتى يطوف. (۲۹)

یعنی، اگر کسی نے مکمل طواف زیارت نہ کیا یہاں تک کہ وہ اپنے اہل کو لوٹ گیا تو

اُس پر اُسی احرام کے ساتھ لوٹنا لازم ہے کیونکہ وہ احرام سے باہر نہیں ہوا ہے اور وہ عورتوں کے حق میں ہمیشہ حرام رہے گا یہاں تک کہ وہ طواف کر لے۔

اس کے تحت امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن ہمام حنفی متوفی ۶۸۱ھ لکھتے ہیں: وَكَذَا إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَقَدْ تَرَكَ مِنْهُ أَرْبَعَةً أَشْوَاطٍ يَعُودُ بِذَلِكَ الْإِحْرَامَ، وَهُوَ مُحْرَمٌ أَبَدًا فِي حَقِّ النِّسَاءِ. (۳۰)

یعنی، جب کوئی شخص اپنے اہل اس حال میں لوٹ جائے کہ اُس سے طواف زیارت کے چار چکر ترک ہوئے ہوں تو وہ اسی احرام کے ساتھ لوٹے اور وہ ہمیشہ کے لئے عورتوں کے حق میں حرام ہے۔

اور علامہ فقیہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ اور فقیہ عبد الرحمن بن محمد بن سلیمان حنفی متوفی ۱۰۷۸ھ لکھتے ہیں: (وَلَوْ تَرَكَ طَوَافَ الرُّكْنِ أَوْ أَرْبَعَةً مِنْهُ بَقِيَ مُحْرَمًا أَبَدًا) وَإِنْ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ (حَتَّى يَطُوفَهَا) أَيْ يَقَعُ أَرْبَعَةً مِنْهُ بِذَلِكَ الْإِحْرَامَ؛ لِأَنَّهُ رُكْنٌ فَلَا يَجُوزُ عَنْهُ بَدَلٌ. (۳۱)

یعنی، اگر کسی نے مکمل طواف زیارت یا اس کے چار چکر ترک کئے تو وہ ہمیشہ محرم رہے گا یہاں تک کہ اُس سے طواف زیارت کے چار چکر واقع ہو جائیں اور اگر چہ وہ اپنے اہل کی طرف لوٹ گیا ہو کیونکہ یہ ایک فرض ہے پس اس کا بدل جائز نہیں۔

واضح رہے کہ ایسا شخص صرف اور صرف عورتوں کے حق میں حرام رہے گا کیونکہ

(۳۰) فتح القدیر، کتاب الحج، باب الجنایات، فصل، تحت قوله: ولو لم يطف طواف الزيارة أصلاً حتى يرجع إلى أهله؛ فعليه أن يعوّذ بذلك الإحرام. لانعدام التحلل منه وهو محرم عن النساء أبداً حتى يطوف، ۴۳/۲

ایسے شخص کے لئے حلق کے بعد عورتوں کے سواء ہر شے حلال ہے۔

چنانچہ امام برہان الدین حنفی متوفی اور امام قوام الدین امیر کاتب بن امیر عمر اُتقانی حنفی متوفی ۷۵۸ھ: (وَمَنْ تَرَكَ أَرْبَعَةَ أَشْوَاطٍ بَقِيَ مُحَرَّمًا أَبَدًا حَتَّى يَطُوفَهَا) اُی بقی محرمًا فی حق النساء لَأنَّه حلَّ له كل شيء سوى النساء بالحلَق۔ (۳۲)

یعنی، جس نے چار چکر طواف زیارت کے ترک کئے تو وہ باقی رہے گا کیونکہ ایسے شخص کے لئے حلق کے بعد عورتوں کے سواء ہر شے حلال ہے۔

باقی رہی بات حمل کی تو سب سے پہلے اس بات کو جاننا ضروری ہے کہ یہ شخص چونکہ حالت احرام میں ہے اور حالت احرام میں محرم اور محرمہ کو عقد نکاح کرنا جائز ہے۔

چنانچہ امام برہان الدین حنفی لکھتے ہیں: والإِحرام لا ينافي جواز النكاح عندنا خلافاً للشافعي۔ (۳۳)

یعنی، ہمارے نزدیک احرام جواز نکاح کے منافی نہیں بخلاف امام شافعی کے۔

اور جب ایسے شخص کا نکاح درست ہو گیا تو ہمبستری کے سبب سے جو بچہ رہے گا تو اُس کا نسب اسی مرد سے ثابت ہوگا کیونکہ بچہ صاحبِ فراش کے لئے ہے۔

چنانچہ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ۔ (۳۴)

(۳۲) غایۃ البیان، کتاب الحج، باب الجنایات، فصل، ق ۲۴۱، مخطوط مَصور

(۳۳) مختارات النوازل، کتاب النکاح، فصل بعد فصل فی بیان المحرمات، ص ۲۲۰

(۳۴) صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب الولد للفراش، حرّۃ کانت أو أمة، برقم: ۶۷۵۰، ۴/۲۷۰

یعنی، محمد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بے شک انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بچہ صاحبِ فراش کے لئے ہے۔

البتہ ہمبستری کرنا درست نہیں اور جب جب ایسا شخص ہمبستری کرے گا تو اُسے دم لازم ہوگا جبکہ یہ فعل الگ الگ مجلسوں میں ہوا ہو سوائے اس کے کہ اُس نے دوسری بار جماع کے سبب سے احرام کو چھوڑنے کا ارادہ کیا ہو۔

چنانچہ امام کمال الدین ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں: وَكُلَّمَا جَمَعَ لِرَمَةِ دَمٍ إِذَا تَعَدَّدَتْ الْمَجَالِسُ إِلَّا أَنْ يَقْصِدَ رَفْضَ الْإِحْرَامِ بِالْجَمَاعِ الثَّانِي۔ (۳۵)

یعنی، جب جب وہ ہمبستری کرے گا تو اُسے دم لازم ہوگا جبکہ یہ فعل الگ الگ مجلسوں میں ہوا ہو سوائے اس کے کہ اُس نے دوسری بار جماع کے سبب سے احرام کو چھوڑنے کا ارادہ کیا ہو (یعنی اس صورت میں دم لازم نہیں ہوگا)

والله تعالى أعلم بالصواب

FU-42

یوم السبت، ۲۱ ذوالحجۃ ۱۴۳۹ھ - ۱ ستمبر ۲۰۱۸ م

حالت حیض میں عمرہ کے طواف کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کیا عورت حالت حیض میں عمرہ کا طواف کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر کوئی عورت حالت حیض میں عمرہ کا طواف کر لے تو اُس پر کیا لازم ہوگا؟ (السائل: c/o آصف مدنی)

(۳۵) فتح القدیر، کتاب النکاح، کتاب الحج، باب الجنایات، فصل، تحت قوله: ولو لم يطف طواف الزيارة أصلاً حتى يرجع إلى أهله؛ فعليه أن يعود بذلك الإحرام. لانعدام التحلل منه وهو محرم عن النساء أبداً حتى يطوف، ۴/۶۳

باسمہ تعالیٰ و تقدس الجواب :- صورتِ مسئلہ ایسی عورت کو طواف کرنا ممنوع ہے کیونکہ طہارت واجبات طواف سے ہے۔

چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: الطہارۃ عن الحدث الأكبر والأصغر۔ (۳۶)

یعنی، (طواف کے واجبات میں) حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاک ہونا ہے۔

علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں: القسم (الثانی) وضوء (واجب) وهو الوضوء (للطواف بالكعبة)۔ (۳۷)

یعنی، وضو کی دوسری قسم واجب ہے اور وہ خانہ کعبہ کا طواف کرنا ہے۔ اور علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت نے لکھا ہے:

وواجب وهو الوضوء للطواف۔ (۳۸)

یعنی، اور طواف کے لیے وضو کرنا واجب ہے۔ اور جو عورت ایسا کرے گی وہ گنہگار ہوگی کیونکہ جسے بھی نجاست حکمی لاحق ہو وہ طواف کرنے سے گنہگار ہوتا ہے۔

چنانچہ ملا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: ویكون عاصياً۔ (۳۹)

(۳۶) لباب المناسك، باب أنواع الأظوف وأحكامها، فصل في واجبات الطواف، ص ۱۱۳

(۳۷) مراقي الفلاح، كتاب الطهارة، فصل في الوضوء، فصل، ص ۳۴

(۳۸) الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب الاول في الوضوء، الفصل الثالث في المستحبات، ۹/۱

(۳۹) المسلك المتقسط في المنسك المتوسط على لباب المناسك، باب أنواع الأظوف وأحكامها، فصل في واجبات الطواف، الأول: الطهارة عن الحدث الأكبر والأصغر، تحت قوله: الطهارة عن الحدث

یعنی، (جسے نجاست حکمی لاحق ہو) وہ (طواف کرنے سے) گنہگار ہوگا۔  
لہذا اگر کسی خاتون سے اس ممنوع کام کا ارتکاب ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس گناہ سے توبہ کرے اور جب تک وہ مکہ مکرمہ میں ہو تو دونوں حدث سے پاک ہو جانے کے بعد طواف کا اعادہ کرے کہ اعادہ واجب ہے۔

چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: قَالَ فِي الْبَحْرِ: لَوْ طَافَ لِقُدُومِ جُنْبًا لَزِمَهُ الْإِعَادَةُ وَإِذَا وَجِبَتْ الْإِعَادَةُ فِي الْقُدُومِ فَفِي الصَّدْرِ وَالْفَرْضِ أَوَّلَى۔ (۴۰)

یعنی، ”بحر الرائق“ میں (علامہ شیخ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ) نے فرمایا ہے کہ اگر کسی نے طواف قدوم حالت جنابت میں کیا تو اسے اعادہ کرنا لازم ہے اور جب طواف قدوم میں اعادہ واجب ہے تو طواف صدر اور فرض طواف میں اعادہ کرنا بدرجہ اولیٰ واجب ہے۔

اور اعادہ نہ کرنے کی صورت میں دم دے اور افضل یہی ہے کہ اعادہ کرے کیونکہ شے کا اُسی جنس کے ساتھ پورا ہونا اولیٰ ہے اور اعادہ کر لینے کی صورت میں ترک واجب کی وجہ سے لازم آنے والا دم بھی ساقط ہو جائے گا۔

چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (ولو طاف فرضاً) أى يقيناً أو ظناً (أو نفلاً) أى سنة أو تطوعاً (على وجه يوجب النقصان) أى كلياً أو جزئياً (فعليه الجزاء) أى دماً أو صدقةً (وإن أعاده سقط عنه الجزاء في الوجه كلفها) أى بالإتفاق

(۴۰) رد المحتار، كتاب الحج، باب الجنایات، تحت قوله: والأصح وجوبها، ۳/۶۶۲



(وَالْإِعَادَةُ أَفْضَلُ) أَيْ مَا دَامَ بِمَكَّةَ (مَنْ أَدَاءَ الْجَزَاءَ) لِأَنَّ جَبَرَ الشَّيْءِ بِجِنْسِهِ أُولَى. (٤١)

یعنی، اگر کسی نے فرض یعنی یقینی یا ظنی (یعنی واجب) طواف کیا یا نفلی یعنی سنت یا نفل طواف اس طریقے پر کیا کہ جس سے گلی یا جُزئی طور پر نقص کا وجوب ہوتا ہو تو اُس پر جزاء یعنی دم یا صدقہ لازم ہوگا اور اگر اُس نے ایسے طواف کا اعادہ کر لیا تو اس سے تمام صورتوں میں بالاتفاق دم ساقط ہو جائے گا اور جزاء کی ادائیگی سے اعادہ کرنا افضل ہے یعنی جب تک مکہ مکرمہ میں ہے کیونکہ شے کا اُسی جنس کے ساتھ پورا ہونا اُولیٰ ہے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: قَالَ فِي الْبَحْرِ: الْوَاجِبُ أَحَدُ شَيْئَيْنِ: إِمَّا الشَّاءُ، أَوْ الْإِعَادَةُ، وَالْإِعَادَةُ هِيَ الْأَصْلُ مَا دَامَ بِمَكَّةَ لَيْسَ كَوْنُ الْجَابِرِ مِنْ جِنْسِ الْمَجْبُورِ، فَهِيَ أَفْضَلُ مِنَ الدَّمِ، وَأَمَّا إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ، فَفِي الْحَدِيثِ اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ بَعَثَ الشَّاءَ أَفْضَلُ مِنَ الرُّجُوعِ. وَفِي الْجَنَابَةِ اخْتَارَ فِي "الْهِدَايَةِ" أَنَّ الرُّجُوعَ أَفْضَلُ لِمَا ذَكَرْنَا. وَاخْتَارَ فِي "الْمَحِيطِ" أَنَّ الْبَعْثَ أَفْضَلُ لِمَنْفَعَةِ الْفُقَرَاءِ. (٤٢)

یعنی، ”بحر الرائق“ میں (علامہ شیخ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف بابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ) نے فرمایا ہے کہ دو چیزوں میں سے ایک واجب ہے اور وہ یا تو بکری ذبح کرنا ہے یا پھر اعادہ کرنا اصل ہے جب تک وہ مکہ میں رہے تاکہ جو نقصان ہوا ہے وہ اُسی جنس کے ساتھ پورا ہو جائے پس یہ دم دینے سے افضل ہے اور بہر حال جب وہ اپنے

(٤١) لباب المناسك و شرحه المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب الجنایات وأنواعها، النوع

الخامس: الجنایات في أفعال الحج، فصل: في الطواف وعلى ثوبه أو بدنه نجاسة، ص ٥٠٢

(٤٢) ردالمحتار، كتاب الحج، باب الجنایات، تحت قوله: والأصح وجوبها، ٦٦٢/٣

اہل کولوٹ جائے بے وضو طواف کرنے میں اس بات پر اتفاق ہے کہ اُسے بکری کا بھیجنا رجوع سے افضل ہے اور حالت جنابت میں طواف کرنے کی صورت میں صاحب ”ہدایہ“ کا مختاریہ ہے کہ لوٹنا افضل ہے کیونکہ ہم نے ذکر کیا اور صاحب ”محیط“ کا مختاریہ ہے کہ وہ بکری بھیجے کیونکہ اس میں فقراء کے لئے نفع ہے۔

لیکن اگر کسی نے اعادہ نہ کیا تو دم دینا ہوگا۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (ولو طاف للعمرة كله أو اكثره أو أقله ولو شوطاً جنباً أو حائضاً أو نفساء أو محدثاً، فعليه شاة) أى فى جميع الصور المذكورة (ولا فرق فيه) أى فى طواف العمرة (بين الكثير والقليل والجنب والمحدث، لأنه لا مدخل فى طواف العمرة للبدنة) أى لعدم ورود الرواية (ولا للصدقة) (٤٣) یعنی، اگر جنبی، حائضہ، نفاس والی عورت یا بے وضو نے مکمل، اکثر، یا اقل اور اگر چہ ایک ہی چکر عمرے کا طواف کرے تو اُس پر ذکر کردہ تمام صورتوں میں بکری ذبح کرنا لازم ہوگا اور عمرے کے طواف میں کثیر، قلیل، جنبی اور بے وضو کے درمیان (حکم میں) کوئی فرق نہیں کیونکہ روایت کے وارد نہ ہونے کی وجہ سے عمرے کے طواف میں بدنہ اور صدقہ (کے لازم ہونے) کو دخل نہیں ہے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم الجمعة، ٩ رمضان ١٤٤٠ هـ - ٢٤ مئی ٢٠١٩ م FU-83

(٤٣) لباب المناسك و شرحه المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب الجنایات وأنواعها، النوع

الخامس: الجنایات في أفعال الحج، فصل: في الجنابة فى طواف العمرة، ص ٥٠٠ - ٥٠١

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



بعد عصر نمازِ طواف ادا کرنا کیسا ہے؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کیا نمازِ عصر کے بعد نمازِ طواف پڑھنا جائز ہے؟

باسمہ تعالیٰ وتقّوس الجواب:- صورتِ مسئلہ میں جاننا چاہیے کہ نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد سے لے کر غروبِ آفتاب تک نماز پڑھنا ممنوع ہے کیونکہ یہ وقت نمازِ طواف اور سنن ونوافل کے لئے مکروہ وقت ہے۔

چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۲ھ لکھتے ہیں: (وأوقات الكراهة) أى لهذه الصلاة..... (وبعد العصر) أى بعد أدائه (إلى أداء المغرب) أى حتى بعد الغروب قبل أداء الفرض - (۴۴) یعنی، اوقاتِ کراہت یعنی اس نماز کے لئے..... عصر کے بعد یعنی نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد سے لے کر نمازِ مغرب کی ادائیگی تک ہے یعنی یہاں تک کہ غروبِ آفتاب کے بعد مغرب کے فرض ادا کرنے سے پہلے بھی (مکروہ وقت ہے)۔

لہذا اگر کسی نے نمازِ عصر کے بعد طواف کیا پہلے کیا مگر طواف کے نفل ادا نہ کئے تو اب وہ نمازِ طواف نہ پڑھے، نمازِ مغرب پڑھنے کے بعد پڑھے۔

چنانچہ امام ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ لکھتے ہیں: إِنْ طَافَ بَعْدَ الْعَصْرِ لَمْ يَصِلْ حَتَّى يُصَلِّيَ الْمَغْرِبَ - (۴۵)

یعنی، اگر کسی نے نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد طواف کیا تو وہ نمازِ طواف نہ پڑھے

(۴۴) لباب المناسك و شرحه المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط، باب أنواع الأظوفة وأحكامها، فصل: أوقات الكراهة لهذه الصلاة، ص ۲۲۳-۲۲۴ (۴۵) كتاب الأصل، كتاب المناسك، باب الطواف، ۳۳۷/۲-۳۳۸

یہاں تک کہ مغرب کے فرض ادا کرے۔

اور فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ مغرب کے فرض ادا کرنے کے بعد نمازِ طواف ادا کرے پھر مغرب کی سنتیں پڑھے۔

چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی لکھتے ہیں: وَلَوْ طَافَ بَعْدَ الْعَصْرِ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثُمَّ رَكَعَتِي الطَّوَّافِ، ثُمَّ سُنَّةَ الْمَغْرِبِ - (۴۶)

یعنی، اگر کسی نے نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد طواف کیا تو وہ مغرب کے فرض پڑھنے کے بعد طواف کی دو رکعتوں کو پڑھے اور پھر مغرب کی سنت پڑھے۔

علامہ سید محمد ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: وَلَوْ طَافَ بَعْدَ الْعَصْرِ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثُمَّ رَكَعَتِي الطَّوَّافِ ثُمَّ سُنَّةَ الْمَغْرِبِ - (۴۷)

یعنی، اگر کسی نے نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد طواف کیا تو وہ مغرب کے فرض پڑھنے کے بعد طواف کی دو رکعتوں کو پڑھے اور پھر مغرب کی سنت پڑھے۔

اور اگر کوئی نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد نمازِ طواف شروع کر دے تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ نماز توڑ دے۔

چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی اور ملا علی قاری لکھتے ہیں: (ويجبُ عليه قطعُها) أى فى أثنائها - (۴۸)

(۴۶) لباب المناسك و عباب المسالك، باب أنواع الأظوفة وأحكامها، فصل فى ركعتي الطواف، ص ۱۱۶ (۴۷) منحة الخالق على البحر الرائق، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: فَوَاجِبَةٌ عَلَى الصَّحِيحِ، ۵۸۰/۲

(۴۸) لباب المناسك و شرحه المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط، باب أنواع الأظوفة وأحكامها، فصل: فى ركعتي الطواف وأحكامهما، ص ۲۲۳

یعنی، درمیان نماز میں ہی اسے توڑ دینا واجب ہے۔

لیکن اگر اگر کسی نے اس نماز کو نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد پورا کر لیا تو اُس کی نماز کراہت کے ساتھ صحیح ہو جائے گی البتہ زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ اسے وقتِ مباح میں لوٹایا جائے۔

چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی اور مولانا علی قاری لکھتے ہیں: (فِي أَنْ مَضَى فِيهَا) أَى بِأَنْ كَمَلَهَا (فَالْأَحَبُّ أَنْ يَعِيدَهَا) لِعُمُومِ الْقَاعِدَةِ: أَنَّ كُلَّ صَلَاةٍ أُدِّيتْ مَعَ الْكَرَاهَةِ التَّنْزِيهَةُ يُسْتَحَبُّ إِعَادَتُهَا، وَمَعَ الْكَرَاهَةِ التَّحْرِيمِيَّةِ يَجِبُ إِعَادَتُهَا - (٤٩)

یعنی، اگر اس نے نماز کو جاری رکھا یعنی مکمل کر لیا تو پسندیدہ یہ ہے کہ اُس کا اعادہ کرے ایک قاعدے کے عموم کی وجہ سے اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر اس نماز کو لوٹانا مستحب ہے کہ جس کی ادائیگی کراہتِ تنزیہی کے ساتھ ہوئی ہو اور جس نماز کی ادائیگی کراہتِ تحریمی کے ساتھ ہوئی ہو تو اُسے (وقت کے اندر) جیسا کہ فقیر کے غیر مطبوعہ فتویٰ میں بالذکر ثابت ہے) لوٹانا واجب ہے۔

واضح رہے کہ اس عبارت کا اطلاق محلِ نظر ہے۔ چنانچہ علامہ شامی اور ان کے حوالے سے علامہ قاضی حسین بن محمد سعید حنفی متوفی ۱۳۶۶ھ نقل کرتے ہیں: وَفِي إِطْلَاقِهِ نَظَرٌ لِمَا مَرَفَى أَوْقَاتِ الصَّلَاةِ مِنْ أَنَّ الْوَاجِبَ، وَلَوْ لَغَيْرِهِ كَرَكْعَتَيْ الطَّوَّافِ وَالنَّذْرِ لَا تَنْعَقِدُ فِي ثَلَاثَةٍ مِنَ الْأَوْقَاتِ الْمَنْهِيَةِ: أَعْنَى الطُّلُوعَ وَالْإِسْتِوَاءَ وَالْغُرُوبَ، بِخِلَافِ مَا بَعْدَ الْفَجْرِ، وَصَلَاةِ الْعَصْرِ فَإِنَّهَا تَنْعَقِدُ مَعَ الْكَرَاهَةِ (٤٩) (لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب أنواع الأظوفة

وأحكامها، فصل: في ركعتي الطواف وأحكامها، ص ۲۲۳

فِيهِمَا - (۵۰)

یعنی، اس عبارت کے اطلاق میں نظر ہے اس لئے کہ اوقاتِ صلوٰۃ میں گزرا کہ واجب اگرچہ بغیرہ ہو جیسے طواف کی دو رکعتیں اور منت کی نماز تین اوقاتِ منہیہ میں منعقد نہیں ہوتیں اور اوقاتِ ممنوعہ سے میری مراد طلوع، زوال، اور غروبِ آفتاب کا وقت ہے برخلاف اس کے جو فجر اور نمازِ عصر کے بعد ہو پس ان اوقات میں نماز کراہت کے ساتھ منعقد ہو جائے گی۔

اور فقہاء کرام نے صراحت کی ہے کہ ان تین اوقات میں نماز جائز نہیں چاہے نفل ہو یا فرض سوائے غروبِ آفتاب کے وقت نمازِ عصر کے۔

چنانچہ علامہ حسن بن منصور اور جندی حنفی متوفی ۵۹۲ھ لکھتے ہیں: وَيَجُوزُ قِضَاءُ الْفَوَائِتِ فِي أَى وَقْتٍ شَاءَ الْإِنْسَانُ فِي ثَلَاثِ سَاعَاتٍ لَا يَجُوزُ فِيهَا التَّطَوُّعُ وَلَا تَجُوزُ الْمَكْتُوبَةُ وَلَا صَلَاةُ الْجَنَازَةِ وَلَا سَجْدَةُ التَّلَاوَةِ إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ وَعِنْدَ الْإِنْتِصَافِ إِلَى أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ وَعِنْدَ احِرَارِ الشَّمْسِ إِلَى أَنْ تَغِيبَ الْإِعْصَرُ يَوْمَ سَهْ فَإِنَّهُ يَجُوزُ إِذَا وَهَّاهَا عِنْدَ الْغُرُوبِ - (۵۱)

یعنی، فوت ہونے والی نماز کی قضاء کرنا کسی بھی وقت جائز ہے سوائے تین اوقات کے (کیونکہ) تین اوقات میں نفل، فرض، نمازِ جنازہ اور سجدہ تلاوت جائز نہیں ہے (اور

(۵۰) رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحج، مطلب فی طواف القدوم، تحت قوله: فی وقت مباح، ۵۸۵/۳

إرشاد الساری إلى مناسك المآل على القاری، باب أنواع الأظوفة وأحكامها، فصل: فی ركعتي الطواف وأحكامها، تحت قوله: فالأحب أن يعيدها، ص ۲۲۳

(۵۱) فتاویٰ قاضیخان (علی هامش الهندیة)، کتاب الصلاة، باب الأذان، ۷۴/۱۰

تین اوقات یہ ہیں) جب سورج طلوع ہو جائے یہاں تک وہ بلند ہو جائے اور استواء کے وقت یہاں تک کہ سورج زائل ہو جائے اور سورج کے سرخ ہونے کے وقت یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے سوائے اُس دن کی عصر کے کیونکہ اسے وقتِ غروب ادا کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح علامہ حسن بن عمار شربلہ لی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ ان اوقات میں نماز کے درست نہ ہونے کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ثلاثة أوقات لا يصح فيها شيء من الفرائض والواجبات التي لزممت في الذمة قبل دخولها عند طلوع الشمس إلى ترتفع وعند استوائها إلى أن تزول وعند اصفرارها إلى أن تغرب۔ (۵۲)

یعنی، تین اوقات ہیں کہ جن میں فرائض، واجبات جو اس وقت کے کرنے سے قبل ذمے میں لازم ہوئے کچھ بھی درست نہیں (اور وہ تین اوقات) طلوع آفتاب کے وقت سے لے کر آفتاب کے بلند ہونے تک، استوائ شمس کا وقت زوال تک اور سورج کے رزد ہونے کا وقت غروب آفتاب تک۔

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم الجمعة، ۱۹ رمضان ۱۴۴۰ھ۔ ۲۴ مئی ۲۰۱۹م FU-84

## رمی

بھیڑ کے خوف سے خواتین کی طرف سے رمی کا حکم  
الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنے ساتھ گئی تین خواتین کی طرف سے رمی کی اور اس کا کہنا ہے کہ میں بھیڑ کے خوف سے ان خواتین کو اس کے لیے نہیں لے گیا اور ایسا اس نے تین روز کیا تو اب اس کے بارے

(۵۲) نور الإيضاح، کتاب الصلاة، فصل: ثلاثة أوقات، ص ۵۹

میں کیا حکم ہے؟ (سائل: ایک حاجی، العزیز، مکہ مکرمہ)  
باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب:- صورتِ مسئلہ میں خواتین میں سے ہر ایک پر دم لازم ہوگا کیونکہ تمام دنوں کی رمی واجباتِ حج سے ہے۔  
چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ واجباتِ حج میں لکھتے ہیں: ورمی الجمار۔ (۵۳)

یعنی، (واجباتِ حج میں سے) جہروں کی رمی کرنا ہے۔  
علامہ ملا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۲ھ لکھتے ہیں: (ورمی الجمار فی ایامہ) ای: أيام رميها من الأيام الثلاثة۔ (۵۴)  
یعنی، جہروں کی رمی کرنا اس کے ایام میں (واجب ہے) میری مراد جہروں کی رمی کے ایام تین دن ہیں۔

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: تینوں جہروں پر دسویں، گیارہویں، بارہویں تینوں دن کنکریاں مارنا یعنی دسویں کو صرف جہرہ العقبة پر اور گیارہویں بارہویں کو تینوں پر رمی کرنا۔ (۵۵)

اور رمی کے حکم میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔  
چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور ملا علی بن سلطان قاری حنفی لکھتے ہیں: (والرجل والمرأة في الرمي سواء) إلا أن رميها في الليل أفضل، وفيه إيماء

(۵۳) لباب المناسك و عباب المسالك، باب فرائض الحج.... إلخ، فصل في واجباته، ص ۷۱

(۵۴) بداية السالك في نهاية المسالك في ضمن مجموع رسائل العلامة الملا علي القاري، الباب الثاني: في الواجبات، ۴/۳۶۴

(۵۵) بہار شریعت، حج کا بیان، حج کے واجبات، ۱/۱۰۴۸

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

إلى أنه لا تجوز النيابة عن المرأة بغير عذر۔ (۵۶)

اور ایک بات ذہن نشین رہے کہ چند اعذار ایسے بھی ہیں کہ جن کے پائے جانے کی صورت میں حاجی پر بذاتِ خود رمی کرنا ساقط ہو جائے گا لیکن اب اُسے چاہیے کہ وہ دوسرے کو اپنا نائب بنا دے۔ مثلاً کوئی شخص اس حد تک بیمار ہے کہ اُسے رمی کرنے پر قدرت حاصل نہیں تو ایسے مریض کی جانب سے کوئی شخص بطور نائب رمی کر سکتا ہے جبکہ اُس کی اجازت حاصل ہو۔ یونہی کوئی شخص بے ہوش ہے یا ایسا بچہ ہے کہ جو تمیز رکھنے والا نہیں یعنی نا سمجھ ہے یا کوئی مجنون ہے تو ان کی اجازت کے بغیر بھی ان کے ساتھ والے ان کی طرف سے رمی کر سکتے ہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ ان کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رمی کروائیں۔

چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی حنفی اور مؤلف علی قاری حنفی لکھتے ہیں: (الخامس أن يرمى بنفسه فلا تجوز النيابة عند القدرة وتجاوز عند العذر فلو رمى عن مريض أي لا يستطيع الرمي (بأمره أو مغمى عليه، ولو بغير أمره أو صبي) غير مميز (أو مجنون جاز)، والأفضل أن توضع الحصى في أكفهم فيرمونها أي رفقاً بهم۔ (۵۷)

یعنی، پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ اپنی رمی خود کرے پس قدرت کے وقت نیابت جائز نہیں اور عذر کے وقت نیابت جائز ہوتی ہے پس اگر کسی نے ایسے مریض کی جانب سے اس کے حکم سے رمی کی جو رمی کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو یا بے ہوش شخص کی طرف سے

(۵۶) لباب المناسك و شرحه المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب مناسك منى، فصل في

أحكام الرمي وشرائطه و واجباته، ص ۳۵۱

(۵۷) لباب المناسك و شرحه المسلك المتقسط، باب مناسك منى، فصل في أحكام الرمي وشرائطه

و واجباته، ص ۳۴۹

اگرچہ اُس کے حکم کے بغیر کرے یا نا سمجھ بچے یا مجنون کی طرف سے رمی کرے تو یہ جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ کنکریاں اُن کی ہتھیلی میں رکھی جائیں پھر اُن کے ساتھی اُن کی رمی کریں۔ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی لکھتے ہیں: جو شخص مریض ہو کہ جمرہ تک سواری پر بھی نہ جاسکتا ہو، وہ دوسرے کو حکم کر دے کہ اس کی طرف سے رمی کرے اور اُس کو چاہیے کہ پہلے اپنی طرف سے سات کنکریاں مارنے کے بعد مریض کی طرف سے رمی کرے یعنی جب کہ خود رمی نہ کر چکا ہو اور اگر یوں کیا کہ ایک کنکری اپنی طرف سے ماری پھر ایک مریض کی طرف سے، یوہیں سات بار کیا تو مکروہ ہے اور مریض کے بغیر حکم رمی کر دی تو جائز نہ ہوئی اور اگر مریض میں اتنی طاقت نہیں کہ رمی کرے تو بہتر یہ کہ اس کا ساتھی اس کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رمی کرائے۔ یوہیں بیہوش یا مجنون یا نا سمجھ کی طرف سے اس کے ساتھ والے رمی کر دیں اور بہتر یہ کہ ان کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رمی کرائیں۔ (۵۸)

لہذا سوال میں ذکر کردہ خواتین میں کسی ایک کی بھی رمی نہ ہوئی کیونکہ بھیڑ کا خوف ہونا عورتوں کے حق میں جواز نیابت کے لیے عذر نہیں ہے۔ تو جب ان کا بذاتِ خود رمی کرنا ان کے حق میں ساقط نہ ہوا تو مطلب یہ ہوا کہ عذر نہ پایا گیا تو جب عذر متحقق نہ ہوا تو تینوں خواتین میں سے ہر ایک پر دم کی ادائیگی کرنا لازم ہوگا کیونکہ ان خواتین سے تینوں دن کی مکمل رمی ترک ہو چکی ہے جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے۔

چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں: ولو ترك رمى الأيام كلها فعليه

دم واحد۔ (۵۹)

(۵۸) بہار شریعت، حج کا بیان، منی کے اعمال اور حج کے بقیہ افعال، باقی دنوں کی رمی، ۱/۱۱۴۸

(۵۹) لباب المناسك و عباب المسالك، باب الجنایات، إلخ، فصل في الجنایة في رمي الجمار،

اور علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت نے لکھا ہے: وَلَوْ تَرَكَ الْجِمَارَ كُلَّهَا أَوْ رَمَى وَاحِدَةً أَوْ جُمْرَةَ الْعَقْبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ فَعَلَيْهِ شَأْنٌ۔ (۶۰)  
یعنی، اگر کسی نے تمام جبروں کی رمی ترک کی یا صرف ایک جمرہ پر رمی کرے یا یوم نحر کو صرف جمرہ عقبہ پر رمی کرے تو اس پر بکری ذبح کرنا لازم ہے۔  
صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی لکھتے ہیں: اگر بالکل رمی نہ کی جب بھی ایک ہی دم واجب ہوگا۔ (۶۱)

والله تعالى أعلم بالصواب

FU-35

يوم الثلاثاء، ١٤ ذو الحجة ١٤٣٩ هـ - ٢٥ أغسطس ٢٠١٨ م

حاجی بچی ہوئی کنکریوں کا کیا کرے اور کیا نہ کرے؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ لوگ اس کے لیے کنکریاں جمع کرتے ہیں اور احتیاطاً زیادہ ہی لیتے ہیں جب رمی کے ایام پورے ہو جاتے ہیں تو کچھ کنکریاں بچ جاتی ہیں ان کا کیا کیا جائے اور کچھ لوگ بھول کر اگر وہ کنکریاں، عزیز، مکہ مکرمہ لے آئیں تو اس صورت میں کیا حکم ہوگا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کو دفن کیا جائے اس کی حقیقت کیا ہے اور جو بچی ہوئی کنکریاں جمرات کو مار دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ (السائل: مولانا انوار الحق نعیمی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقُدس الجواب :- صورت مسئلہ میں جو کنکریاں بچ جائیں وہ کسی دوسرے کو دے دے جسے اس کی ضرورت ہو۔

(۶۰) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الخامس فی

الطواف.... الخ، ۱/۲۴۷

(۶۱) بہار شریعت، حج کا بیان، منی کے اعمال اور حج کے بقیہ افعال، باقی دونوں کی رمی، ۱/۱۱۳۷

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: وإذا اراد أن ينفر ومعه حصی دفعها إلى غيره إن احتاج۔ (۶۲)  
یعنی، جب کوئی اس حال میں (منی سے) لوٹنے کا ارادہ کرے کہ اُس کے پاس کنکریاں ہوں تو اگر کسی کو حاجت ہو تو اُسے دے دے۔  
اور اگر کوئی لینے والا نہ ملے تو اُسے کسی پاک جگہ رکھ دے۔  
چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور مولانا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

(وإلا فيطرحها في موضع طاهر) أي خشية تنجسها عبثاً۔ (۶۳)

یعنی، اگر کوئی لینے والا نہ ہو تو وہ اُسے کسی پاک جگہ ڈال دے یعنی اُس کے بلا وجہ ناپاک ہونے کے خوف سے۔

باقی رہا دفن کرنا تو اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی اور مولانا علی قاری لکھتے ہیں: (و دفنہا ليس بشيء) أي كما يفعله بعض العوام۔ (۶۴)

یعنی، اسے دفن کرنے کی کوئی حقیقت نہیں جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں۔

اور انہیں جمرات پر مارنا مکروہ ہے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی اور مولانا علی قاری لکھتے ہیں: (ورميها على

(۶۲) لباب المناسک و عباب المسالك، باب رمی الجمار وأحكامه، فصل فی رمی اليوم الرابع، ص ۱۶۴

(۶۳) لباب المناسک و شرحه المسلك المتقسط، باب رمی الجمار وأحكامه، فصل فی رمی اليوم الرابع، ص: ۳۴۴

(۶۴) لباب المناسک و شرحه المسلك المتقسط، باب رمی الجمار وأحكامه، فصل فی رمی اليوم الرابع، ص: ۳۴۴

الجمرة) أى زيادة على العدد المسنون (مكروه) أى لمخالفة السنة۔ (٦٥)  
یعنی، اور ان بچی ہوئی کنکریوں کو جمرات پر مارنا یہ عددِ مسنون پر زیادتی ہے جو کہ سنت کی مخالفت کی وجہ سے مکروہ ہے۔

اور یہاں کراہت سے مراد کراہتِ تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی کیونکہ فقہاء کرام نے صراحت کی ہے کہ ”سنت کی مخالفت کی وجہ سے مکروہ ہے“

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

FU-43

یوم السبت، ۲۸، ذوالحجۃ، ۱۴۳۹ھ۔ ۱، ستمبر ۲۰۱۸م

گیارہ تارخ کو ایک جمرہ کی رمی ترک کرنے کا حکم  
الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے گیارہ تارخ کو رمی کی اور ایک جمرہ کی رمی نہ کر سکا کیونکہ وہ بھول گیا یا اس نے کسی اور وجہ سے رمی نہ کی اب بارہ تارخ ہو چکی ہے اس صورت میں اس پر کیا لازم آئے گا؟

(السائل: مولانا انوار الحق نعیمی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقّدر الجواب:۔ صورتِ مسئلہ میں جاننا چاہیے کہ اگر اکثر رمی رہ جائے تو دم لازم آتا ہے۔

چنانچہ علامہ ابو منصور محمد بن کرم خفی متوفی ۵۹۲ھ لکھتے ہیں: فإن ترك الأكثر منها فعليه دم كما مرّ أن للأكثر حكم الكل۔ (۶۶)

یعنی، پس اگر اکثر رمی ترک کی تو اس پر دم لازم ہے جیسا کہ گزرا کہ اکثر کے لیے

(۶۵) لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب رمى الجمار وأحكامه

، فصل في رمى اليوم الرابع، ص: ۳۴۴

(۶۶) المسالك في المناسك، فصل في الجنایات عرفة والمزدلفة ومنی، ۷۷۹/۲

کل کا حکم ہے۔

اور اگر کم رہ جائے جیسے گیارہ یا بارہ تارخ کو دو جمرات کی رمی کی اور ایک کی چھوڑ دی تو صدقہ لازم آتا ہے۔

چنانچہ امام شمس الدین ابو بکر محمد سرخسی خفی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں: وإن ترك رمى إحدى الجمار في اليوم الثاني فعليه صدقة، لأن رمى الجمار الثلاث في اليوم الثاني نسك واحد، فإذا ترك أحدها كان المتروك أقل فتكفيه الصدقة۔ (۶۷)

یعنی، اگر جمرات میں سے ایک کی رمی دوسرے دن ترک کی تو اس پر صدقہ لازم ہے کیونکہ دوسرے دن تینوں جمرات کی رمی ایک ہی واجب ہے پس جب اس نے اس میں سے ایک کو ترک کیا تو چھوڑا گیا کم ہے پس اسے صدقہ کافی ہوگا۔

اور علامہ ابو منصور محمد بن کرم خفی متوفی ۵۹۲ھ لکھتے ہیں: فإن ترك إحدى الجمار في اليوم الثاني فعليه صدقة كما مرّ أنه أقلها۔ (۶۸)

یعنی، پس اگر دوسرے دن میں کسی ایک جمرہ کی رمی ترک کی تو اس پر صدقہ کرنا لازم ہے جیسا کہ گزرا کہ (اس روز ایک جمرہ) اقل ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

FU-30

یوم الخميس، ۱۲، ذی الحجۃ، ۱۴۳۹ھ، ۲۳، ”أغسطس“ ۲۰۱۸م

کیا سات میں سے چار کنکریاں لگنے پر رمی درست ہوگی؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے دس ذوالحجہ کو رمی کی اور اس سے سات میں سے صرف چار کنکریاں جمرہ کو لگیں باقی تین نہ

(۶۷) کتاب المبسوط للسرخسی، کتاب المناسك، باب رمى الجمار، ۵۹/۲

(۶۸) المسالك في المناسك، فصل في الجنایات عرفة والمزدلفة ومنی، ۷۷۹/۲

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



لگیں اس صورت میں کیا حکم ہوگا کیا دم لازم آئے گا یا نہیں؟

(السائل: یاسر منی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ و تقدس الجواب:- صورت مسئلہ میں دو احتمالات ہیں ایک یہ کہ اُس نے کنکریاں ماریں تو صرف چار جمرہ کو لگیں باقی تین جمرہ کے گرد بنے ہوئے پیالے میں گر گئیں اس صورت میں اُس کی رمی درست ہو جائے گی کیونکہ کنکری اگر قریب گرے تو شمار کی جائے گی اور فقہاء کرام نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ اگر کنکریاں جمرے یا جمرے کے قریب (تین ہاتھ کے فاصلے کے اندر) واقع ہوں تو رمی جائز ہو جائے گی اور اگر اس سے دور گری تو رمی جائز نہ ہوگی۔

چنانچہ امام ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ لکھتے ہیں: وَإِنْ رَمَاهَا مِنْ بَعِيدٍ فَلَمْ تَقَعِ الْحَصَاةُ عِنْدَ الْجَمْرَةِ وَلَا قَرِيبًا مِنْهَا لَمْ تَجْزِهِ وَإِنْ وَقَعَتْ قَرِيبًا مِنْهَا أَجْزَاهُ۔ (۶۹)

یعنی، اگر کسی نے دور سے رمی کی جس کے سبب کنکری جمرے کو نہ لگی اور نہ ہی قریب واقع ہوئی تو رمی جائز نہ ہوئی اور اگر کنکری قریب واقع ہوئی تو رمی جائز ہو جائے گی۔ اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: اگر کنکری کسی شخص کی پیٹھ یا کسی اور چیز پر پڑی اور ہلکی رہ گئی تو اُس کے بدلے کی دوسری مارے اور اگر گر پڑی اور وہاں گری جہاں اُس کی جگہ ہے یعنی جمرہ سے تین ہاتھ کے فاصلہ کے اندر تو جائز ہوگئی۔ (۷۰)

اور جمرات کے گرد بنے ہوئے پیالے اس ہیئت پر بنائے گئے ہیں کہ جو کنکری

(۶۹) کتاب الأصل المعروف بالمبسوط، کتاب المناسک باب رمی الجمار، ۳۵۷/۲

(۷۰) بہار شریعت، حج کا بیان، باقی دونوں کی رمی، ۱۱۳۷/۱

ان کے اندر گر جائے وہ لڑھک کر جمرہ کو لگ جاتی ہے۔ اس لئے جمرہ کے گرد بنے ہوئے پیالے میں گرنے والی کنکری شمار کی جاتی ہے اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ باقی تین کنکریاں نہ تو جمرہ کو لگیں اور نہ اُس کے گرد بنے پیالے میں گریں بلکہ جمرہ سے دُور پیالے سے باہر گریں یعنی، جمرہ سے تین ہاتھ کے فاصلے پر نہ گریں تو اس صورت میں اُس پر ہر کنکری کے بدلے نصف صاع گندم صدقہ کرنا لازم ہوگا کیونکہ اکثر ترک نہیں ہوئیں۔

چنانچہ علامہ عبد اللہ بن محمود موصلی حنفی متوفی ۶۸۳ھ لکھتے ہیں: وَإِنْ تَرَكَ أَقْلَهَا تَصَدَّقَ لِكُلِّ حَصَاةٍ نِصْفَ صَاعٍ بِر۔ (۷۱)

یعنی، اگر نصف سے کم چھوڑیں تو ہر کنکری کے بدلے آدھا صاع گندم صدقہ کرے۔ اور علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے دین کی ایک جماعت نے لکھا: وَإِنْ تَرَكَ أَقْلَهَا تَصَدَّقَ لِكُلِّ حَصَاةٍ نِصْفَ صَاعٍ إِلَّا أَنْ تَبْلُغَ قِيَمَةَ شَاةٍ فَيَنْقُصَ مَا شَاءَ۔ (۷۲)

یعنی، اگر نصف سے کم چھوڑیں تو ہر کنکری کے بدلے آدھا صاع صدقہ کرے مگر یہ کہ بکری کی قیمت کو پہنچ جائے تو وہ جو چاہے کم کر دے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: أَمَّا لَوْ تَرَكَ أَقْلًا مِنْ ذَلِكَ أَوْ أَخْرَجَهُ فَعَلَيْهِ لِكُلِّ حَصَاةٍ صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَبْلُغَ دِمَافِينَ قِصَصَ مَا شَاءَ۔ (۷۳)

(۷۱) کتاب الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الحج، باب الجنایات، ۱/۱۰۵، ۲۱۱/۱

(۷۲) الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الخامس فی الطواف والسعی والرمی ورمی الجمار، ۱/۲۴۷

(۷۳) رد المختار، کتاب الحج، باب الجنایات، تحت قوله: أو أكثره، ۳/۶۶۶

یعنی، اگر اس نے چار سے کم چھوڑی یا اسے مؤخر کیا تو اس پر ہر کنکری کے عوض صدقہ کرنا لازم ہے مگر یہ کہ وہ دم (کی قیمت) کو پہنچ جائے تو وہ جو چاہے کی کر لے۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی لکھتے ہیں: سات سے کم جائز نہیں، اگر صرف تین ماریں یا بالکل نہیں تو دم لازم ہوگا اور اگر چار ماریں تو باقی ہر کنکری کے بدلے صدقہ دے۔ (۷۴)

اور دم اس صورت میں لازم آتا ہے جب سات میں سے کم از کم چار کو ترک کرے۔

چنانچہ علامہ ابو منصور محمد بن کرم حنفی متوفی ۵۹۲ھ لکھتے ہیں: ولا يجب الدم حتى يترك الأكثر من النصف۔ (۷۵)

یعنی، دم اس وقت تک واجب نہیں ہوتا جب تک کہ وہ نصف سے زائد رمی کو ترک نہ کرے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم الخميس، ۱۲ "ذی الحجۃ" ۱۴۳۹ھ، ۲۳ "أغسطس" ۲۰۱۸م FU-31

تیرہ ذوالحجہ کو ہوٹل سے آ کر رمی کرنے والا کیا اس دن کی فضیلت کو پالے گا؟  
الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کچھ لوگ بارہ ذوالحجہ کو رمی کر کے منی چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے ہوٹل پر آ کر آرام کرتے ہیں اور وہ تیرہ تاریخ کی رمی کی فضیلت حاصل کرنے کی نیت سے تیرہ ذوالحجہ کو اپنے ہوٹل سے جاتے ہیں اور جمرات کو رمی کر کے واپس آتے ہیں تو کیا اس طرح وہ تیرہ کو کی جانے والی رمی کی فضیلت

(۷۴) بہار شریعت، حج کا بیان، منی کے اعمال اور حج کے بقیہ افعال، رمی کے مسائل، ۱/۱۱۳۹

(۷۵) المسالك في المناسك، فصل في الجنایات عرفة والمزدلفة ومنی، ۲/۷۷۹

حاصل کر پاتے ہیں؟ (السائل: علامہ عبدالحجیب عطاری، مکہ مکرمہ)  
باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب:- صورت مسئلہ میں سب سے پہلے یہ جاننا چاہیے کہ احسن عمل یہ ہے کہ چوتھے دن (تیرہ ذوالحجہ) کی رمی مکمل کر لینے تک منی ہی میں رہا جائے اور اس سے قبل منی چھوڑ کر کہیں نہ جایا جائے البتہ اگر کوئی تیرہ ذوالحجہ کی رمی کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور وہ اس سبب سے تیسرے روز (بارہ ذوالحجہ) کی رمی کر کے منی سے روانہ ہو جائے تو نص قطعی کی رو سے یہ فعل بجالانے والا گناہگار نہیں ہوگا۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے: فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ۔ (۷۶)

ترجمہ: تو جو جلدی کر کے (دس ذوالحجہ کے بعد والے) دو دن میں چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں۔ (۷۷)

تو اس آیت مبارکہ سے معلوم یہ ہوا کہ اللہ تبارک کی جانب سے بندے کو دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا جائز ہے۔

چنانچہ علامہ ابو منصور محمد بن کرم حنفی متوفی ۵۹۲ھ لکھتے ہیں: فإن الله تعالى خير بين أمرين۔ (۷۸)

یعنی، پس بے شک اللہ تعالیٰ نے دو امور کے درمیان حاجی کو اختیار دیا ہے۔  
لیکن یہ صرف اور صرف ایک رخصت ہے تو جو کوئی اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے ملنے والی رخصت پر عمل کرے گا تو شرعاً نہ وہ قابل گرفت ہے اور نہ ہی ملامت کا مستحق

(۷۶) البقرة: ۲/۲۰۳

(۷۷) كنز الايمان

(۷۸) المسالك في المناسك، فصل في الرمي في اليوم الثاني والثالث، ۲/۵۵۹

ہے اور جو ایسے فرد کو مستحق عتاب ٹھہرائے تو اُس کا یہ عمل قابلِ مدح نہیں بلکہ قابلِ مذمت ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ جب کسی فعل کی رخصت من جانب اللہ حاصل ہو جائے تو ماوشما (ہم اور تم) کون ہوتے ہیں کہ کسی کو بلاوجہ شرعی تنقید کا نشانہ بنا کر ایک مذموم فعل کے مرتکب بنیں کیونکہ اس عمل کو صرف اور صرف افضلِ اولیٰ تو قرار دیا جاسکتا ہے کہ فرض و واجب۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں والافضل ان یقیم

ویرمی فی الیوم الرابع۔ (۷۹)

یعنی، افضل یہ ہے کہ وہ (منیٰ ہی میں) ٹھہر جائے اور چوتھے روز کی رمی کرے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اس فعل کو افضل قرار دینے کے لیے تو دلیل شرعی درکار ہے اور آپ کے پاس کون سی ایسی دلیل ہے کہ جس کی بنیاد پر اس فعل کو مستحسن و افضل قرار دیا جاسکے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسے افضل قرار دیئے جانے کی علت اللہ عزوجل کا فرمان اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فعل ہے۔

چنانچہ حاکم شہید ابوالفضل محمد بن محمد بن احمد مروزی حنفی متوفی ۳۳۴/۳۳۴ھ

لکھتے ہیں: فَإِنْ رَمَى فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ يُخَيَّرُ بَيْنَ النَّفَرِ، وَبَيْنَ الْمُقَامِ إِلَى أَنْ يَرْمِيَ فِي الْيَوْمِ الرَّابِعِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى (فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ، وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ) (۸۰)

یعنی، پس اگر اُس نے تیسرے دن میں رمی کی تو اُسے چھوڑنے اور ٹھہر جانے کے درمیان اختیار ہے یہاں تک کہ وہ چوتھے دن میں رمی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان

(۷۹) لِبَابِ الْمَنَاسِكِ وَ عِبَابِ الْمَسَالِكِ، بَابِ رَمَى الْجَمَارِ وَأَحْكَامِهِ، فَفَصْلٌ فِي أَعْمَالِ يَوْمِ النَّفَرِ الْأَوَّلِ،

ص: ۱۶۳

(۸۰) الكافي مع شرحه للسرخسي، كتاب المناسك، باب رمى الجمار، ۴/۷۷-۷۸

ہے: ”تو جو جلدی کر کے دودن میں چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں“ (۸۱)

اور ملا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: أَيْ لِفَعْلِهِ ﷺ وَلِقَوْلِهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَى﴾ إشارة أن هذا هو الأولیٰ لمن اتقى المولى۔ (۸۲)

یعنی، (منیٰ میں چوتھے روز رمی کے لیے رُک جانا افضل ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کی وجہ سے کہ ”اور جو رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں“ لِمَنِ اتَّقَى میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہی اولیٰ ہے اُس کے لیے کہ جو مولیٰ عزوجل سے ڈرتا ہو۔ لہذا معلوم ہوا کہ تیرہ ذوالحجہ کی فضیلت اُس صورت میں ہے کہ جب بارہ کی رمی کرنے کے بعد نہ جایا جائے بلکہ تیرہ کی رمی کے لیے منیٰ میں ٹھہر جائے البتہ ایک صورت ایسی بھی ہے کہ اگر کوئی شخص بارہ کی رمی کر کے واپس آنے کے ارادے سے کسی کام کی وجہ سے منیٰ سے چلا جائے اور پھر وہ تیرہ تاریخ کی صبح صادق سے قبل منیٰ لوٹ آئے تو اب یہ واپس آنے والا شخص شرعی اعتبار سے فضیلت کا مستحق ہوگا کیونکہ اُسے جانے اور ٹھہرنے کا اختیار چوتھے دن کی صبح صادق ہونے سے پہلے تک تھا۔

چنانچہ امام شمس الدین ابوبکر محمد سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں: وَخِيَارُهُ هَذَا يَمْتَدُّ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ مِنَ الْيَوْمِ الرَّابِعِ عِنْدَنَا۔ (۸۳)

(۸۱) كنز الايمان

(۸۲) المسلك المتقسط في المنسك المتوسط على لباب المناسك، باب طواف الزيارة، فصل ثم إذا

فرغ من الرمي، ص: ۳۴۳

(۸۳) كتاب المبسوط للسرخسي، كتاب المناسك، باب رمى الجمار، ۲/۶۲

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یعنی، ہمارے نزدیک اُس کا یہ اختیار چوتھے روز کی طلوع فجر تک دراز کیے ہوئے ہے۔

لیکن اگر کوئی شخص کسی غرض کے سبب سے یا بغیر غرض کے دوسرے روز (بارہ ذوالحجہ) منی سے چلا جائے تو جانے والے شخص کو چاہیے کہ جلد سے جلد منی واپس آنے کی کوشش کرے اور رات کا اکثر حصہ منی میں گزارے کہ یہ سنتِ مؤکدہ ہے جیسا کہ ہمارے دیگر فتاویٰ میں مذکور ہے لیکن افضل یہی ہے کہ حاجی یومِ نحر کے بعد تینوں دن مکمل طور پر وہیں بسر کرے کیونکہ یہ عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ثابت ہے۔

چنانچہ ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: قال الطبري: في الحديث دلالة على أن النبي ﷺ استكمل الأيام الثلاثة بمنى - (۸۴)

یعنی، امام طبری نے فرمایا کہ حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم تینوں دن منی میں مکمل فرمائے۔

لہذا تیرہ تاریخ کی صبح کے بعد منی آکر رمی کرنے والا حاجی تیرہ کی رمی کی فضیلت نہیں پائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

FU-36

یوم الأحد، ۱۵ ذوالحجۃ ۱۴۳۹ھ - ۲۶، اگست ۲۰۱۸م

## مزدلفہ

### وقوفِ مزدلفہ ترک کرنے کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص

(۸۴) المسلك المتقسط في المنسك المتوسط على لباب المناسك، باب طواف الزيارة، فصل في رمي

اليوم الرابع، ص: ۳۴۵

مزدلفہ کی رات منی کو آگیا اور دوبارہ مزدلفہ لوٹا بھی نہیں یہاں تک کہ اس نے منی سے دس کی رمی کی تو اب اس پر کیا لازم آئے گا؟ (C/O مفتی عبدالرحمن، از عزیز، مکہ مکرمہ) باسمہ تعالیٰ وتقديس الجواب :- صورتِ مسئلہ میں یہ جاننا ضروری ہے کہ وقوفِ مزدلفہ واجباتِ حج میں سے ہے۔

چنانچہ امام شمس الدین ابوبکر محمد سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں: وهذا الوقوف واجب عندنا وليس بركن - (۸۵)

یعنی، یہ وقوف ہمارے نزدیک واجب ہے نہ کہ رکن (یعنی فرض)۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: الوقوف بها واجب - (۸۶)

یعنی، مزدلفہ میں وقوف واجب ہے۔

اور اس کا وقت یومِ نحر (دسویں ذی الحجہ) کی صبح صادق سے لے کر اسی دن کے طلوعِ آفتاب تک ہے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں: وأول وقته: طلوع الفجر الثاني من يوم النحر، وآخره طلوع الشمس منه - (۸۷)

یعنی، وقوف کا اول وقت یومِ نحر کی صبح صادق کا طلوع ہونا ہے اور اس کا آخر وقت اسی روز طلوعِ آفتاب ہے۔

لہذا جو کوئی مذکورہ بالا وقت کے علاوہ وہاں ٹھہرے گا تو اس سے واجبِ حج کی

(۸۵) كتاب المبسوط للسرخسي، كتاب المناسك، باب الخروج إلى منى، ۵۷/۲

(۸۶) لباب المناسك و عباب المسالك، باب أحكام المزدلفة، فصل في الوقوف بها، ص: ۱۴۷

(۸۷) لباب المناسك و عباب المسالك، باب أحكام المزدلفة، فصل في الوقوف بها، ص: ۱۴۷

ادا نیگی نہ ہوگی۔

چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں: فمن وقف بها قبل طلوع الفجر أو بعد طلوع الشمس لا يعتد به۔ (۸۸)

یعنی، پس جس نے طلوع فجر سے پہلے یا طلوع آفتاب کے بعد وقوف کیا تو وہ شمار نہ کیا جائے گا۔

اور یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس واجب کے ترک ہونے پر دم لازم آئے گا بشرطیکہ کسی نے اسے عذر شرعی کے بغیر ترک کیا ہو۔

چنانچہ امام شمس الدین ابو بکر محمد سرحسی حنفی متوفی ۸۹۰ھ لکھتے ہیں: حَتَّى إِذَا تَرَكَهُ لِغَيْرِ عِلَّةٍ يَلْزَمُهُ دَمٌ، وَحُجَّتُهُ تَامٌ۔ (۸۹)

یعنی، یہاں تک کہ جب اسے علت کے بغیر ترک کیا تو اسے دم لازم ہوگا اور اس کا حج مکمل ہوگا۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ کون سے اعذار ہیں کہ جن کا شرعاً یہاں اعتبار کیا جائے گا تو واضح رہے کہ اگر کسی کو بیماری لاحق ہو یا ایسا شخص کہ جو بڑھاپے یا کم عمری کے سبب سے کمزوری کا شکار ہو کہ وقوف مزدلفہ اُن کے لیے مشکل ہو یا عورت کو بھیڑ کا خوف ہو تو اس صورت میں وقوف مزدلفہ کو ترک کیا جاسکتا ہے جبکہ یہ سب وقوف مزدلفہ پر قادر نہ ہوں۔ تو جب واقعی کسی کو ان اعذار میں سے کوئی عذر لاحق ہو تو ایسی صورت میں اس کے ترک کرنے والے پر بھی کوئی بھی شے لازم نہ ہوگی۔

چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی حنفی اور مؤلف علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (إلا

(۸۸) لباب المناسك و عباب المسالك، باب أحكام المزدلفة، فصل في الوقوف بها، ص: ۱۴۷

(۸۹) كتاب المبسوط للشيخ حسي، كتاب المناسك، باب الخروج إلى منى، ۵۷/۲

إِذَا كَانَ لَعْلَةً أَيْ مَرَضٌ (أو ضعف) أَيْ ضَعْفٌ بَنِيَّةٌ مِنْ كِبَرٍ أَوْ صِغَرٍ (أو يكون) أَيْ النَّاسِكُ (امرأة تخاف الزحام فلا شيء عليه). (۹۰)

یعنی، مگر جب ترک وقوف کسی مرض یا بڑھاپے اور کم سنی کی وجہ سے کمزور ہو یا عورت کو بھیڑ کا خوف ہو تو اُس پر کچھ لازم نہیں ہے۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: دسویں کی صبح کو مزدلفہ میں بلا عذر وقوف نہ کیا تو دم دے۔ ہاں کمزور یا عورت بخوف ازدحام وقوف ترک کرے تو جرمانہ نہیں۔ (۹۱)

بہر حال وقوف مزدلفہ کے ترک کرنے والے کو اس بات کی حاجت ہے کہ وہ اپنی حالت پر مندرجہ بالا سطور کو مد نظر رکھتے ہوئے خود غور کرے کہ آیا میں نے وقوف مزدلفہ کو ترک کسی عذر کی بناء پر کیا ہے یا نہیں؟ تو اگر اُس نے اس واجب کو کسی عذر کی بناء پر ترک کیا تھا تو اس پر دم لازم نہیں ہوگا اور اگر بلا عذر اسے ترک کیا تھا تو اب اُس پر دم کی ادائیگی لازم ہوگی۔

والله تعالى أعلم بالصواب

FU-27

يوم الثلاثاء، ۱۰، ذوالحجۃ ۱۴۳۹ھ - ۲۱ أغسطس ۲۰۱۸م

## سعی

### سعی میں ستر عورت کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سعی

(۹۰) لباب المناسك و شرحه المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب أحكام المزدلفة، فصل في

الوقوف بمزدلفة وأحكامه، ص: ۳۱۰

(۹۱) بہار شریعت، حج کا بیان، جرم اور ان کے کفارے، وقوف مزدلفہ، ۱/۱۷۸

کرتے ہوئے کسی خاتون کے بال ظاہر ہوں یا کسی مرد کی ناف کے نیچے سے کچھ حصہ ظاہر ہو جائے تو سعی درست ہو جائے گی یا نہیں اور عمرہ اور حج کی سعی کا حکم ایک ہے یا الگ الگ ہے؟  
(السائل: ایک حاجی، از مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ و تقدس الجواب: - صورتِ مسئلہ میں جاننا چاہیے کہ سعی چاہے حج کی ہو یا عمرہ کی اس میں ستر عورت نہ شرط ہے اور نہ ہی واجب اس معاملے میں اس حقیر نے فقہ حنفی کی وہ تمام کتب جو میسر آئیں سب کے کتاب الحج میں سعی کے بیان کو دیکھا کسی نے بھی ستر عورت کو سعی کی شرائط یا واجبات میں ذکر نہیں کیا ہاں انہوں نے سعی کو ستر عورت کی سُنن میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ سعی کی سُنن میں لکھتے ہیں:  
و ستر العورة۔ (۹۲)

یعنی، (سعی کی سنتوں میں سے) ستر عورت ہے۔

البتہ یہ یاد رہے کہ ویسے تو ستر عورت بنفس خود فرض ہے۔

چنانچہ ملا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: أی سنة فيه مع أنه فرض فی کلّ حال لئلا يتوهم وجوب الجزاء بتركه أو لأنه يأثم بتركه فی السعی إثم تارك السنة لأجل السعی مع ثبوت إثم ترك الفرض۔ (۹۳)

یعنی، ستر عورت اس میں سنت ہے باوجود اس کے کہ یہ ہر حال میں فرض ہے تاکہ اس کے ترک پر وجوب جزا کا وہم نہ ہو یا یہ کہ سعی میں اس کے ترک پر گنہگار ہوگا سعی کی وجہ سے سنت کے تارک کا گناہ، ترک فرض کے گناہ کے ثبوت کیساتھ ہے۔

(۹۲) لباب المناسک و عباب المسالك، باب السعی بین الصفا والمروة، فصل فی سننه، ص: ۱۲۸

(۹۳) المسلك المتوسط فی المنسك المتوسط علی لباب المناسک، باب السعی بین الصفا والمروة،

فصل فی سننه، تحت قوله: و ستر العورة، ص: ۲۵۴

چنانچہ شیخ الاسلام مخدوم الخادیم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی متوفی ۱۱۷۲ھ سعی کی سنتوں کے بیان میں لکھتے ہیں: ششم ستر عورت کہ آن سنت است در حق سعی اگر چه فرض است بنفس خود پس اگر سعی عورہ برهنہ لازم نیاید دم بروے اگر چه آثم گردد بواسطه ترك فرض۔ (۹۴)

یعنی، سعی کی چھٹی سنت ستر عورت ہے جو کہ سعی کے حق میں سنت ہے اگر چه بنفس خود فرض ہے، یعنی اگر برهنہ سعی کی تو اس پر دم لازم نہیں آئے گا اگر چه ترک فرض کے واسطے سے گنہگار ہوگا۔

اور قاضی و مفتی مکہ مکرمہ امام أبو البقاء محمد بن أحمد بن محمد بن الضیاء کی حنفی متوفی ۸۵۴ھ لکھتے ہیں: ومن مستحباته: ستر العورة فی السعی، حتی لو سعی مکشوف العورة صحّ سعيه۔ (۹۵)

یعنی، سعی میں ستر عورت اس کے مستحبات سے ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی نے ستر عورت کھولے ہوئے سعی کی تو اس کی سعی صحیح ہے۔

اور ستر عورت کے سنت ہونے سے مراد کوئی یہ نہ لے کہ سعی میں ستر عورت تو وہ ستر کی حفاظت سے بے پرواہ ہو جائے یا درہے کہ ستر عورت بنفس خود فرض ہے اس لئے اس کا تارک گنہگار ہوگا اور صرف حج یا عمرہ کی سعی میں لزوم جزاء کے اعتبار سے یہ سنت کے درجے میں ہے لہذا اگر کوئی سعی میں ستر عورت کو گھلا رکھتا ہے تو وہ سعی کی سنت کو ترک کرتا

(۹۴) حیات القلوب فی زیارة المحبوب، باب چهارم در بیان سعی، فصل اول در میان شرائط صحت

سعی و واجبات، سنن و مستحبات آن، سنن سعی، ۱۵۹

(۹۵) البحر العمیق، الباب العاشر: فی دخول مكة وفي الطواف والسعی، بعد فصل: فی سبب شرعية

السعی، ۱۲۹۶/۳



ہے اور ساتھ ہی ساتھ وہ ایک مطلقاً فرض کا تارک بھی ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ گنہگار قرار پاتا ہے اور اس پر اس گناہ سے توبہ لازم آتی ہے باقی جہاں تک حج یا عمرہ میں کفارے کی بات ہے تو اس پر کچھ لازم نہیں آتا نہ دم اور نہ صدقہ۔

چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۶ھ لکھتے ہیں: سعی میں ستر عورت سنت ہے یعنی اگرچہ ستر کا چھپانا فرض ہے مگر اس حالت میں فرض کے علاوہ سنت بھی ہے کہ اگر ستر کھلا رہا تو اس کی وجہ سے کفارہ واجب نہیں مگر ایک گناہ فرض کے ترک کا ہوا، دوسرا ترک سنت کا۔ (۹۶)

والله تعالى أعلم بالصواب

FU-60

يوم الجمعة، ۲۰، ذوالحجة، ۱۴۳۹ھ - ۳۱، سبتمبر، ۲۰۱۸م

دوران سعی ماہواری کا شبہ ہونا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک خاتون نے طواف زیارت کیا اور سعی کر رہی تھی کہ اُسے محسوس ہوا کہ شاید ماہواری آئی ہے جبکہ وہ میڈیسن استعمال کر رہی تھی جس کی وجہ سے ماہواری رُک ہوئی تھی اسی حال میں اُس نے سعی مکمل کر لی پھر جا کر چیک کیا تو پیلے رنگ کا نشان تھا اور اب اُس کو اس بات کا وہم ہے کہ طواف کے دوران کچھ آیا نہ ہو اس حال میں اُس کا طواف اور سعی درست ہوگئی یا نہیں؟

(السائل: ایک حاجی از مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقديس الجواب :- صورت مسئلہ میں جس رنگ کا دھبہ پایا گیا ہے یہ ماہواری کے رنگوں میں سے ایک رنگ ہے۔

چنانچہ علامہ عبداللہ بن محمود مصلی حنفی متوفی ۶۸۳ھ لکھتے ہیں: وما تراه المرأة

(۹۶) بہار شریعت، حج کا بیان، طواف وسعی صفا وروہ و عمرہ، ۱/۱۱۱

من الألوان في مدة حيضها حيض حتى ترى البياض الخالص۔ (۹۷)

یعنی، جو عورت اپنے حیض کی مدت میں رنگوں میں دیکھے تو وہ حیض ہے یہاں تک کہ وہ خالص سفیدی دیکھے۔

اس عبارت سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ عورت اپنے حیض کی مدت میں حیض کے رنگوں میں سے کوئی رنگ دیکھے تو وہ حیض ہے جب تک کہ وہ خالص سفید رنگ نہ دیکھے۔ لیکن سوال یہ قائم ہوتا ہے کہ عبارت میں چونکہ رنگوں کی صراحت نہیں تو وہ کون کون سے رنگ ہیں کہ جو عورت اپنے حیض کی مدت میں دیکھے تو اُسے حیض مانا جائے اور فقہاء کرام نے حیض کے چھ رنگ ذکر کیے ہیں۔

چنانچہ مذکورہ بالا کتاب ”الاختیار لتعلیل المختار“ کی عبارت کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ عبدالغنی القاری باغی من علماء القرن التاسع لکھتے ہیں: وہی ستة: الحمرۃ، والصفرة، والكدرة، والخضرة، والسوداء، والترابية، وہی کلون التراب۔ (۹۸)

یعنی، وہ (رنگ) چھ ہیں: سرخ، زرد، گدلا، سبز، سیاہ، ترابیہ اور یہ مٹی کی مثل رنگ ہے۔

اور امام ابوالحسین احمد بن محمد بغدادی قدوری حنفی متوفی ۴۲۸ھ لکھتے ہیں: وما تراه المرأة من الحمرۃ والصفرة والكدرة في أيام الحيض فهو حيض حتى ترى البياض الخالص۔ (۹۹)

(۹۷) کتاب الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، ۱/۳۷

(۹۸) شرح المختار، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، ۱/۴۶

(۹۹) مختصر القدوری، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، ص: ۵۵

یعنی، جو عورت ایام حیض میں سرخ، زرد، گدلے (رنگوں) میں سے حیض کے دنوں میں دیکھے پس وہ حیض ہے یہاں تک کہ وہ خالص سفیدی دیکھے۔

اور علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت نے لکھا ہے: أن يكون على لون من الألوان الستة: السواد والحمره والصفرة والكدره والخضرة والتربة هكذا في "النهاية" (۱۰۰)

یعنی، یہ کہ چھ رنگوں میں سے کسی ایک رنگ پر ہو: سیاہ، سرخ، زرد، گدلا، سبز اور تربیہ (یہ مٹی کے رنگ کے مثل ہے) اسی طرح "نہایہ" میں ہے۔

اور آگے لکھتے ہیں: فلو رأَت بياضاً خالصاً على الخرقه ما دام رطباً فإذا يبس أصفر فحكمه حكم البياض. وكذا لو رأَت حمرة أو صفرة فإذا يبست ابيضت تعتبر حالة الرؤية لا حالة التغير. هكذا في "التجنيس" (۱۰۱)

یعنی، پس اگر وہ کپڑے پر خالص سفیدی دیکھے جب کہ تر ہو پس جب وہ سوکھ کر زرد ہو جائے تو اس کا حکم سفیدی کا حکم ہوگا۔ اور اسی طرح اگر وہ سرخی یا زردی دیکھے پس جب وہ سوکھ کر سفید ہو جائے تو اعتبار کیا جائے گا رویت (دیکھنے) کی حالت کا نہ کہ تبدیلی کی حالت کا۔ اسی طرح "تجنیس" (۱۰۲) میں ہے۔

اور علامہ فقیہ شیخ محی الدین محمد بن الیاس جوئی زادہ شہید حنفی متوفی ۹۵۴ھ لکھتے

(۱۰۰) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الأول فی الحيض، ۳۶/۱

(۱۰۱) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السادس فی الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الأول فی الحيض، ۳۶/۱

(۱۰۲) کتاب التجنيس والمزيد، کتاب الطہارات، فصل فی الحيض، مسئلہ ۱۱۹، ص ۱۹۳

ہیں: وفي "المصنفی": إنما تعتبر الصفرة حالة الرطوبة، حتى لو رأَت بياضاً خالصاً على الخرقه، فإذا يبس اصفر لا تعتبر تلك الصفرة، فلا يكون حيضاً۔ (۱۰۳)

یعنی، "مصنفی" میں ہے: بے شک زرد رطوبت کی حالت کا اعتبار کیا جائے گا، یہاں تک کہ اگر وہ کپڑے پر خالص سفیدی دیکھے۔ پس جب وہ خالص سفیدی سوکھ کر زرد ہو جائے تو اس زردی کا اعتبار نہ کیا جائے گا، پس وہ حیض نہ ہوگا۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: حیض کے چھ رنگ ہیں۔ (۱) سیاہ (۲) سرخ (۳) سبز (۴) زرد (۵) گدلا (۶) مٹیلا۔ سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں۔ (۱۰۴)

سائل نے جس نشان کا ذکر کیا ہے اُس کا ماہواری سے ہونا اُسی وقت قرار پائے گا جب کم از کم حیض آنے کا سلسلہ تین دن اور تین راتوں تک جاری رہا ہو۔ اس کی وجہ یہ کہ ماہواری کی کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں ہے اور جو اس سے کم ہو وہ استحاضہ (رگ کا خون) ہے، ماہواری نہیں ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے: أقلّ الحيض ثلاثة أيام، وأكثره عشرة أيام۔ (۱۰۵)

یعنی، کم از کم حیض تین روز اور زیادہ سے زیادہ دس روز ہے۔

(۱۰۳) الإیشار لحلّ المختار، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، تحت قوله: حیض حتى ترى البياض الخالص، ۹۲/۱

(۱۰۴) بہار شریعت، طہارت کا بیان، حیض کا بیان، ۳۷۳/۱

(۱۰۵) سنن الدار قطنی، کتاب الحيض، برقم ۸۳۶، ۲۲۵/۱

مندرجہ بالا حدیث شریف میں کلمہ ایام مذکور ہے جو کہ یوم کی جمع ہے اور گھنٹوں کے حساب سے یوم کے چوبیس (۲۴) گھنٹے بنتے ہیں تو جب ایک یوم چوبیس گھنٹے ہے اور حیض کی مدت تین دن اور تین راتیں ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ حیض کی گھنٹوں کے لحاظ سے مدت بہتر (۷۲) گھنٹے بنے گی۔

چنانچہ علامہ محمد بن ولی بن رسول از میری حنفی متوفی ۱۱۶۵ھ ”ملتقى الأبحر“ کی عبارت ”وما نقص عن أقله“ کے تحت لکھتے ہیں: وهو اثنان وسبعون ساعة۔ (۱۰۶) یعنی وہ (اقل مدت) بہتر (۷۲) گھنٹے ہے۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: حیض کی مدت کم از کم تین دن تین راتیں یعنی پورے ۷۲ گھنٹے، ایک منٹ بھی اگر کم ہے تو حیض نہیں اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس راتیں ہیں۔ (۱۰۷)

اب کوئی یوں نہ سمجھے کہ عورت کو حیض مسلسل (۷۲) گھنٹے آئے اور گھڑی بھر کے لیے بھی نہ رکے جب ہی حیض ہے اس کے علاوہ حیض شمار نہیں ہوگا تو یہ بات ذہن نشین رہے کہ شرعاً ایسا کوئی ضروری نہیں کہ ایام حیض میں خون مسلسل جاری رہے جب ہی اسے حیض کہا جائے گا۔ بلکہ خون کا تین دنوں کے کناروں میں دیکھنا کافی ہوگا۔

چنانچہ علامہ از میری حنفی لکھتے ہیں: ثم لا يشترط أن يكون ممتداً ثلاثة أيام بحيث لا ينقطع ساعة ليست كونه حيضاً لأن ذلك نادر، بل يكفي رؤية الدم في طرف الثلاثة۔ (۱۰۸)

(۱۰۶) کمال الدراية وجمع الرواية والدراية من شروح ملتقى الأبحر، كتاب الطهارة، باب الحيض، ۲۱۹/۱

(۱۰۷) بہار شریعت، طہارت کا بیان، حیض کا بیان، ۳۷۲/۱

(۱۰۸) کمال الدراية وجمع الرواية والدراية من شروح ملتقى الأبحر، كتاب الطهارة، باب الحيض، ۲۱۷/۱

یعنی، پھر شرط نہ لگائی جائے گی کہ وہ (حیض کا خون) تین دنوں کو متمد ہو اس حیثیت سے کہ وہ گھڑی بھر بھی منقطع نہ ہو (ورنہ) وہ حیض نہ ہوگا کیونکہ یہ نادر ہے بلکہ خون کا دیکھنا تین (دنوں) کے کنارے میں کافی ہوگا۔

امام ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی حنفی متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں: واعلم أنه ليس بشرط أن يكون الدم ممتداً إلى ثلاثة أيام بحيث لا ينقطع ساعة حتى يكون حيضاً لأن ذلك لا يكون إلا نادراً بل انقطاع الدم ساعة أو ساعتين فصاعداً غير مبطل للحيض۔ (۱۰۹)

یعنی، تو جان لے کہ بیشک یہ شرط نہیں کہ خون تین دنوں تک ہو اس حیثیت سے کہ وہ ایک گھڑی بھی منقطع نہ ہو تب ہی وہ حیض ہوگا کیونکہ یہ نہیں ہوتا مگر نادر بلکہ خون کا ایک گھڑی یا دو گھڑی یا اس سے بڑھ کر منقطع ہونا حیض کو باطل کرنے والا نہ ہوگا۔

ہاں اگر تین ایام سے کم خون آئے تو اگرچہ وہ اوپر ذکر کیے گئے چھ رنگوں میں سے ہی کیوں نہ ہو اسے حیض شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ استحاضہ ہے جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا۔ چنانچہ علامہ ابو الاخلاص حسن بن عتار شربلہالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں: والاستحاضة دم نقص عن ثلاثة أيام۔ (۱۱۰)

یعنی، استحاضہ وہ خون ہے کہ جو تین دنوں سے کم ہو۔

بہر حال ماہواری ہو یا استحاضہ دونوں صورتوں میں سعی درست ہو جائے گی کیونکہ سعی کرنے میں پاکی کی شرط نہیں، اسی طرح نہ ہی واجب ہے اور نہ ہی سنت ہے بلکہ ایک مستحب عمل ہے۔

(۱۰۹) المستصفی فی شرح النافع، كتاب الطهارة، باب الحيض، تحت قوله: ثلاثة أيام، ۲۴۸/۱

(۱۱۰) نور الإيضاح، باب الحيض والنفاس، والاستحاضة، ص: ۴۸، مطبوعة: مكتبة برکات المدینہ

چنانچہ علامہ ابو منصور محمد بن کرم خفی متوفی: ۵۹۲ھ لکھتے ہیں: وكذا الطهارة مستحبة بالإجماع حتى لو سعى محدثاً أو جنباً أو كانت المرأة حائضاً أو نفساء صحَّ بالإجماع - (۱۱۱)

یعنی، اسی طرح طہارت بالا جماع مستحب ہے یہاں تک کہ اگر حدث (اصغر) والے یا جنبی یا حائضہ یا نفاس والی عورت نے سعی کی تو سعی بالا جماع صحیح ہوگئی۔

علامہ شیخ زین الدین ابن نجیم خفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں: فصح سعی الحائض والجنب - (۱۱۲)

یعنی، پس حائضہ اور جنبی کی سعی صحیح ہے۔

اور علامہ نظام الدین خفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت لکھتے ہیں: والحيض والجنب لا يمتنعان صحة السعي كذا في محيط السرخسي - (۱۱۳)

یعنی، حیض اور جنابت دونوں سعی کی صحت کو مانع نہیں ہوتے۔ اسی طرح ”محیط سرخسی“ (۵۲) میں ہے۔

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی خفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: سعی کے لیے طہارت شرط نہیں، حیض والی عورت اور حُب بھی سعی کر سکتا ہے۔ (۱۱۴)

امام اہلسنت امام احمد رضا خفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: بے وضو بھی سعی میں کوئی حرج نہیں، ہاں با وضو مستحب ہے۔ (۱۱۵)

(۱۱۱) المسالك في المناسك، فصل بعد فصل في السعي بين الصفاء والمروة، ۱/ ۴۷۰

(۱۱۲) البحر الرائق، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: ثم أخرج إلى الصفاء.... إلخ، ۲/ ۵۸۳

(۱۱۳) محيط سرخسي، كتاب الحج، باب الحلق والتقصير، فصل، ص ۲۳۶، مخطوط مصور

(۱۱۴) بہار شریعت، حج کا بیان، طواف وسعی صفا وروہ و عمرہ، ۱/ ۱۱۰۹

(۱۱۵) الفتاوی الرضویہ، كتاب الحج، جنایات، رسالہ أنوار البشارہ فی مسائل الحج والزيارة، ۱۰/ ۷۴۵

اور یہ یاد رہے کہ سعی نماز کی مثل نہیں ہے کہ جس کے لئے طہارت کو شرط قرار دیا جائے۔

چنانچہ علامہ ابو منصور محمد بن کرم خفی متوفی ۵۹۲ھ: لأن السعي ليس في معنى الصلاة - (۱۱۶)

یعنی، کیونکہ سعی نماز کے معنی میں نہیں۔

سعی میں طہارت میں کے شرط نہ ہونے کا ثبوت احادیث طیبہ سے بھی ملتا ہے چنانچہ ”صحیح بخاری“ کی روایت ہے: عن عائشة رضی اللہ عنہا أنها قالت: قدمت مكة وأنا حائض، ولم أطف بالبيت ولا بين الصفا والمروة قالت: فشكوت ذلك إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: افعلی كما يفعل الحاج غير أن لا تطوفی بالبيت حتى تطهري - (۱۱۷)

یعنی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بے شے شک آپ نے فرمایا: کہ میں مکہ کو اس حال میں آئی کہ میں حائضہ تھی، اور میں نے بیت اللہ کا طواف نہ کیا اور نہ ہی صفا وروہ کے چکر لگائے، حضرت عائشہ نے فرمایا: پس میں نے یہ شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو آپ نے فرمایا کہ تو ویسے کر جیسے حج کرنے والا کرتا ہے، سوائے بیت اللہ کے طواف کے یہاں تک کہ تو پاک ہو جائے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے: عن ابن جریج، قال: أخبرني أبو الزبير،

أنه سمع جابراً، قال: دخل النبي صلى الله عليه وسلم على عائشة ببعض هذه

(۱۱۶) المسالك في المناسك، فصل بعد فصل في السعي بين الصفاء والمروة، ۱/ ۴۷۰

(۱۱۷) صحيح البخاری، ۲۵ - كتاب الحج، ۸۱ - باب تقضى الحائض المناسك كلها إلا الطواف

بالبيت.... إلخ، برقم: ۱۰۶۵۰، ۱۰/ ۴۰۷

القصة قال: عند قوله وأهلي بالحج، ثم حجتي واصنعى ما يصنع الحاج غير أن لا تطوفى بالبیت ولا تصلی۔

یعنی، ابن جریج سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے خبر دی ابو الزبیر نے کہ بے شک انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قصے کا بعض بیان فرماتے سنا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس فرمان کو بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لا کر فرمایا کہ تم حج کا احرام باندھو پھر تم حج کرو اور تم بھی وہ کرو جو حاجی کرتے ہیں سوائے اس کے کہ تم بیت اللہ کا طواف مت کرنا اور نہ نماز پڑھنا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے اپنی ”سنن“ (۱۱۸) میں روایت کیا۔

اسی حدیث شریف کی بناء پر فقہاء کرام نے حکم فرمایا ہے کہ حائضہ حج کے تمام افعال ادا کرے سوائے طواف زیارت کے۔

چنانچہ علامہ فقیہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی حنفی متونی ۹۵۶ھ لکھتے ہیں: ولو حاضت عند الإحرام اغتسلت وأتت بجميع المناسك إلا الطواف طواف الزيارة۔ (۱۱۹)

یعنی، اگر وہ احرام کے وقت حائضہ ہوگئی تو وہ غسل کرے اور تمام مناسک ادا کرے سوائے طواف زیارت کے۔

اور طواف زیارت سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ اس میں طہارت واجب ہے اور اگر سعی میں بھی طہارت واجب ہوتی تو حدیث شریف میں اس کا بھی استثناء ہوتا اور

(۱۱۸) سنن أبی داود، کتاب المناسک، باب فی أفراد الحج، برقم: ۲۶۵/۱۷۸۶

(۱۱۹) ملتقى الأبحر، کتاب الحج، فصل قبل باب القرآن والتمتع، ص: ۲۰۳

فقہاء کرام حائضہ کے لئے طواف کی طرح سعی سے بھی منع فرماتے۔

لہذا سعی درست ہوگئی باقی رہا یہ وہم کہ طواف کے دوران کچھ نہ آیا ہو تو اس وہم سے کچھ ثابت نہیں ہوگا جب تک غالب گمان نہ ہو کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ ”الیقین لا یزول بالشک“ (۱۲۰)

یعنی، یقین شک کہ سبب سے زائل نہیں ہوتا۔

والله تعالى أعلم بالصواب

FU-28

یوم الخميس، ۱۲، ذوالحجۃ، ۱۴۳۹ھ - ۲۳، أغسطس، ۲۰۱۸م

مرض کی وجہ سے سعی ترک کرنے کا حکم

جبکہ تارک سعی مکہ میں حالت احرام میں ہو

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عمرہ کی سعی طبعیت کے خراب ہونے کے سبب مکمل چھوڑ دے تو کیا حکم ہوگا جبکہ تارک سعی مکہ مکرمہ میں ہو اور اس نے احرام بھی نہ کھولا ہو؟

(السائل: ایک حاجی c/o آصف مدنی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدير الجواب:۔ صورت مسئلہ میں جاننا چاہیے کہ طواف اور سعی کو پے درپے کرنا سنت ہے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متونی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: الموالاة بينه وبين

الطواف۔ (۱۲۱)

(۱۲۰) الأشباه والنظائر على مذهب أبی حنيفة النعمان، الفن الأول: القواعد الكلية، القاعدة الثالثة: اليقين

لا يزول بالشك، ص: ۵۶

(۱۲۱) لباب المناسك و عباب المسالك، باب السعي بين الصفا والمروة، فصل في سننه، ص: ۱۲۸

یعنی، سعی اور طواف کے مابین پے در پے ہونا سنت ہے۔

اور بغیر عذر سعی کو مؤخر کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ خلاف سنت ہے۔

چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: بغیر عذر اس وقت سعی نہ کرنا مکروہ ہے کہ خلاف سنت ہے۔ (۱۲۲)

البتہ اگر کسی نے طواف اور سعی پے در پے نہ کیا تو اُس پر تاخیر کی وجہ سے کچھ لازم نہیں ہوگا، اگرچہ طویل زمانہ گزر جائے۔

چنانچہ امام ابو منصور محمد بن کرم بن شعبان کرمانی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں: فإن عرض له عارض في السعي فقطعه و طال الزمان سعي مادام بمكة ، وليس عليه شيء ، لأنه أتى بالواجب۔ (۱۲۳)

یعنی، اگر کسی کو سعی میں رکاوٹ پیش آجائے جس کے سبب سعی کو چھوڑ دے اور اسی حالت میں اُسے طویل زمانہ ہی کیوں نہ گزر جائے وہ سعی کرے جب تک کہ مکہ مکرمہ میں ہے اور جب وہ سعی کر لے گا تو اُس پر کچھ لازم نہیں ہوگا کیونکہ اُس نے واجب کو پورا کر لیا ہے۔

لہذا تارک سعی جب تک مکہ مکرمہ میں ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ سعی کر کے ایک واجب فعل سے بری الذمہ ہو جائے، اور حلق یا تقصیر کے ذریعے احرام کھول دے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

FU-85

یوم الجمعة ۱۹ رمضان ۱۴۴۰ھ - ۲۴ مئی ۲۰۱۹م

(۱۲۲) بہار شریعت، حج کا بیان، طواف و سعی صفا و مروہ و عمرہ کا بیان، ۱/۱۰۶

(۱۲۳) المسالك في المناسك، القسم الثاني: في بيان نسك الحج من فرائضه وسننه وآدابه وغير ذلك، فصل في الترتيب فيه، ۱/۴۷۱

## قربانی

کیا حاجی پر اپنے وطن اور مکہ دونوں جگہ دو قربانیاں کرنا لازم ہوگا؟  
الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی والدہ کے ساتھ حج کے لیے گیا وہاں وہ قربانی کریں گے تو کیا اُن پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے وطن میں اپنے اہل خانہ وغیرہ کے ذریعے اپنے نام کی قربانی کروائیں؟

باسمہ تعالیٰ وتعالیٰ وتقديس الجواب:- صورت مسئلہ میں سب سے پہلے یہ بات جاننا ضروری ہے کہ جو حاجی حج قرآن یا حج تمتع کرتا ہے تو اُس پر شرعاً یہ واجب ہوتا ہے کہ وہ قربانی کرے جب کہ وہ اس کی قیمت پر قدرت رکھتا ہو ورنہ وہ روزے رکھے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: وإن كان قارناً أو متمتعاً: يجب عليه الذبح، إن قدر على قيمته، وإلا فالصوم۔ (۱۲۴)

یعنی، اگر وہ قارن یا متمتع ہو تو اُس پر ذبح کرنا لازم ہے اگر وہ قدرت رکھتا ہو اس کی قیمت پر، ورنہ وہ روزے رکھے۔

واضح رہے کہ ایسا شخص کہ جو ذبح کرنے پر قدرت نہیں رکھتا وہ دس روزے رکھے اور وہ اس طرح کہ تین حج کے دنوں میں رکھے اور سات روزے اپنے گھر پلٹ کر رکھے لیکن یہ بیان کردہ حکم اُس کیلئے ہے کہ جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو۔

چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پاک کلام قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے: فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامٌ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ ذَلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ

(۱۲۴) لباب المناسك و عباب المسالك، باب مناسك منى، فصل في الذبح، ص: ۱۵۲

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



حَاضِرِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ - (۱۲۵)

ترجمہ: توجہ سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاویں پورے دس ہوئے یہ حکم اس کے لئے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو۔ (۱۲۶)

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶ھ لکھتے ہیں محتاج محض جس کی ملک میں نہ قربانی کے لائق کوئی جانور ہو، نہ اس کے پاس اتنا نقد یا اسباب کہ اسے بیچ کر لے سکے، وہ اگر قرآن یا تمتع کی نیت کریگا تو اس پر قربانی کے بدلے دس روزے واجب ہوں گے تین توجہ کے مہینوں میں یعنی یکم شوال سے نویں ذی الحجہ تک احرام باندھنے کے بعد، اس بیچ میں جب چاہے رکھ لے۔ ایک ساتھ خواہ جُدا جُدا اور بہتر یہ ہے کہ ۷-۸-۹ کو رکھے اور باقی سات تیرہویں ذی الحجہ کے بعد جب چاہے رکھے اور بہتر یہ ہے کہ گھر پہنچ کر ہوں۔ (۱۲۷)

اور یہ بات ذہن نشین رہے کہ جو حج قرآن یا حج تمتع کرنے والے پر قربانی کرنا واجب ہے تو یہ بطور شکرانہ حج ہے نہ کہ یہ وہ قربانی ہے کہ جو عید الاضحیٰ کے دن کی جاتی ہے تو جب یہ عید الاضحیٰ کے دن کی جانے والی قربانی نہیں تو پھر دیکھنا یہ ہوگا کہ آیا اُس حاجی میں وہ شرائط پائی جا رہی ہیں یا نہیں کہ جس کے سبب سے اُس پر بقر عید میں کی جانے والی قربانی کا وجوب ثابت ہو؟ تو اگر اُس میں وہ شرائط پائی جا رہی ہے تو اُس پر قربانی کرنا واجب ہوگا اور اگر ان شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو تو اُس پر قربانی کرنا شرعاً واجب نہیں۔

(۱۲۵) البقرة: ۱۹۶/۲

(۱۲۶) کنز الإیمان

(۱۲۷) بہار شریعت، حج کا بیان، طواف وسعی صفا و مردہ و عمرہ، ۱/۱۱۴

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سی شرائط ہیں کہ جب وہ پائی جائیں تو اُس پر قربانی کرنا واجب ہوگی؟

تو یہ یاد رہے کہ قربانی واجب ہونے کے شرائط یہ ہیں: (۱) آزاد ہونا (۲) مسلمان ہونا (۳) مقیم ہونا (۴) مالدار ہونا۔

چنانچہ امام ابی الحسین احمد بن محمد قدوری حنفی متوفی: ۴۲۸ھ لکھتے ہیں: الأضحية واجبة على كل حر مسلم مقیم موسر في يوم الأضحية عن نفسه۔ (۱۲۸)  
یعنی، قربانی کرنا آزاد، مسلمان، مقیم، مالدار پر قربانی کے دن میں اپنے نفس کی طرف سے واجب ہے۔

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی لکھتے ہیں: قربانی واجب ہونے کے شرائط یہ ہیں۔ اسلام یعنی غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں، اقامت یعنی مقیم ہونا، مسافر پر واجب نہیں، تو نگری یعنی مالک نصاب ہونا یہاں مالدار سے مراد وہی ہے جس سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے وہ مراد نہیں جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، حریت یعنی آزاد ہونا جو آزاد نہ ہو اوس پر قربانی واجب نہیں کہ غلام کے پاس مال ہی نہیں لہذا عبادت مالیہ اوس پر واجب نہیں۔ مرد ہونا اس کے لیے شرط نہیں۔ عورتوں پر واجب ہوتی ہے جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے اس کے لیے بلوغ شرط ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور نابالغ پر واجب ہے تو آیا خود اوس کے مال سے قربانی کی جائے گی یا اوس کا باپ اپنے مال سے قربانی کریگا۔ ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ نہ خود نابالغ پر واجب ہے اور نہ اوس کی طرف سے اوس کے باپ پر واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (۱۲۹)

(۱۲۸) مختصر القدوری، کتاب الأضحية، ص: ۹۹

(۱۲۹) بہار شریعت، قربانی کا بیان، ۳/۳۳۲

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

لہذا سوال میں مذکور شخص اور اس کی والدہ کو چاہیے کہ وہ اپنی حالت پر غور کر لیں کہ آیا انہوں نے حج قرآن یا حج تمتع کیا ہے اگر کیا ہے تو ان پر دم شکر دینا لازم ہے بشرطیکہ وہ اس پر قدرت رکھتے ہیں ورنہ وہ روزے رکھیں اور یہ روزے رکھنے کی کیفیت اوپر ذکر کر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ یہ دونوں اس بات پر بھی توجہ کریں کہ آیا ان میں بقرعید میں کی جانے والے قربانی کی شرائط ایام قربانی میں پائی جارہی ہیں یا نہیں؟ اگر پائی جارہی ہیں تو ان پر یہ قربانی کرنا بھی واجب ہے اگرچہ وہ اپنے اہل خانہ کے ذریعے یہ قربانی اپنی جانب سے کروالیں جبکہ اور کوئی مانع شرعی نہ ہو۔

والله تعالى أعلم بالصواب

FU-40

يوم الأربعاء ١٨ ذو الحجة ١٤٣٩ هـ - ٢٩ أغسطس ٢٠١٨ م

مسافر ایام نحر میں مقیم ہو جائے یا

فقیر صاحب نصاب ہو جائے تو اس پر قربانی کا وجوب

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص دسویں اور گیارہویں ذی الحجہ کو مسافر ہو یا شرعی فقیر ہو پھر وہ بارہویں ذی الحجہ کو غروب آفتاب سے قبل مقیم ہو جائے یا وہ شرعی فقیر نہ رہے بلکہ مالدار ہو جائے تو کیا ان دونوں پر قربانی کرنا واجب ہوگی؟

(السائل: محمد معین، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ و تقدس الجواب :- صورت مسئلہ کا حکم یہ ہے کہ ایسے شخص پر قربانی واجب ہوگی جبکہ دیگر شرائط پائی جائیں کیونکہ قربانی کے پورے وقت میں مقیم رہنا وجوب قربانی کے لیے شرط نہیں ہے۔

چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت لکھتے ہیں: ولا

تشتترط الإقامة في جميع الوقت حتى لو كان مسافراً في أول الوقت ثم أقام في آخره تجب عليه۔ (۱۳۰)

یعنی، تمام وقت میں مقیم ہونے کی شرط نہیں لگائی جائے گی یہاں تک کہ اگر کوئی اوّل وقت میں مسافر ہو پھر وہ اُس (ایام نحر) کے آخر میں مقیم ہو جائے تو اُس پر قربانی واجب ہوگی (جبکہ دیگر شرائط پائی جائیں) جیسے کوئی حاجی منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں مسافر تھا اور وہ قربانی کے وقت (یعنی بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب سے قبل) مقیم ہو گیا اس طرح کہ وہ قربانی کے وقت میں عزیز یہ یا مکہ مکرمہ آ گیا اور اُسے وہاں پندرہ دن یا اس سے زیادہ دن رہنا ہے تو وہ مقیم ہے اور قربانی کا وقت باقی ہونے کی وجہ سے اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔

اسی طرح قربانی کے پورے وقت میں مالدار یا بھی شرط نہیں ہے۔

چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت لکھتے ہیں: ولا يشترط أن يكون غنياً في جميع الوقت حتى لو كان فقيراً في أول الوقت ثم أيسر في آخره تجب عليه۔ (۱۳۱)

یعنی، اس بات کی شرط نہ لگائی جائے گی کہ وہ غنی (ایام نحر کے) تمام وقت میں ہو یہاں تک کہ اگر کوئی اوّل وقت میں فقیر ہو پھر وہ اُس (ایام نحر) کے آخر میں مالدار ہو جائے تو اُس پر قربانی واجب ہوگی (جبکہ دیگر شرائط پائی جائیں)۔

لہذا ایام نحر میں مسافر مقیم ہو جائے یا شرعی فقیر مالدار ہو جائے تو اُس پر قربانی

(۱۳۰) الفتاوى الهندية، كتاب الأضحية، الباب الأول في تفسيرها..... إلخ، ۵۰/۲۹۲

(۱۳۱) الفتاوى الهندية، كتاب الأضحية، الباب الأول في تفسيرها..... إلخ، ۵۰/۲۹۲

واجب ہو جاتی ہے لیکن اگر کوئی شخص مسافر سے مقیم ہو جانے کے بعد ایامِ نحر کی آخری ساعت سے قبل پھر مسافر ہو جائے یا شرعی فقیر صاحبِ نصاب ہو جانے کے بعد ایامِ نحر کی آخری ساعت سے قبل پھر فقیر ہو جائے۔ یعنی یوں سمجھ لیجئے کہ یہ دونوں اپنی سابقہ حالت کی جانب لوٹ آئیں تو ان پر قربانی کا وجوب ساقط ہو جائے گا۔

چنانچہ امام علاء الدین ابی بکر بن مسعود کا سانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں: وَلَوْ كَانَ أَهْلًا فِي أَوَّلِهِ ثُمَّ لَمْ يَبْقَ أَهْلًا فِي آخِرِهِ بَأْنِ ارْتِدَّ أَوْ أُعْسِرَ أَوْ سَافَرَ فِي آخِرِهِ، لَا يَجِبُ عَلَيْهِ. (۱۳۲)

یعنی، اگر کوئی ایامِ نحر کے ابتداء میں اہل ہو پھر وہ اس کے آخر میں اہل نہ رہے بایں طور پر کہ وہ قربانی کے وقت کے آخر میں مرتد ہو جائے، یا تنگدست ہو جائے یا مسافر ہو جائے تو اس پر واجب نہیں۔

علامہ نظام الدین حنفی اور علماء ہند کی جماعت لکھتے ہیں: وَلَوْ كَانَ أَهْلًا فِي أَوَّلِهِ ثُمَّ لَمْ يَبْقَ أَهْلًا فِي آخِرِهِ بَأْنِ ارْتِدَّ أَوْ أُعْسِرَ أَوْ سَافَرَ فِي آخِرِهِ لَا تَجِبُ. (۱۳۳)

یعنی، اگر کوئی ایامِ نحر کے ابتداء میں اہل ہو پھر وہ اس کے آخر میں اہل نہ رہے بایں طور پر کہ وہ قربانی کے وقت کے آخر میں مرتد ہو جائے، یا تنگدست ہو جائے یا مسافر ہو جائے تو (اُس پر) قربانی واجب نہ ہوگی۔

والله تعالى أعلم بالصواب

FU-24

يوم السبت، ۷ ذو الحجة، ۱۴۳۹ھ - ۱۸ أغسطس، ۲۰۱۸م

حلق و تقصير

محرمہ کا کسی عورت کی تقصیر کرنا

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک خاتون کہ جو عمرہ کی سعی کر رہی تھی اور پانچ چکر پورے ہوئے تھے کہ اس حال میں اُسے ایک عورت (جس کا احرام کھلنا صرف تقصیر پر موقوف تھا) نے کہا کہ میری تقصیر کر دو تو اُس عورت نے اُس کے کہنے پر تقصیر کر ڈالی تو اب ایسی عورت پر کیا کچھ شرعاً لازم آئے گا کہ جس نے تقصیر کر ڈالی؟ (السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ و تقدس الجواب: صورتِ مسئلہ میں ایسی عورت پر صدقہ کرنا لازم ہے اس کی وجہ یہ کہ اس نے محرمہ کی تقصیر اس حال میں کر دی کہ ابھی اس کے اپنے احرام کا کھلنا صرف تقصیر پر موقوف نہیں۔

چنانچہ امام ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ لکھتے ہیں: وَإِنْ حَلَقَ الْمُحْرَمُ رَأْسَ حَلَالٍ تَصَدَّقَ بِشَيْءٍ وَإِنْ حَلَقَ رَأْسَ مُحْرَمٍ بِأَمْرِهِ أَوْ بَغَيْرِ أَمْرِهِ فَعَلَى الْمُحَلَّقِ دَمٌ وَعَلَى الْحَالِقِ صَدَقَةٌ. (۱۳۴)

یعنی، اگر محرم نے غیر محرم کے سر کا حلق کیا تو وہ کچھ صدقہ کرے اور اگر محرم کے سر کو اُس کے حکم سے یا بغیر حکم کے حلق کیا تو مخلوق (جس کا حلق کیا گیا ہے) پر دم لازم ہے اور حالق (حلق کرنے والے) پر صدقہ کرنا لازم ہے۔

علامہ شیخ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں: أَنَّ الْمُحْرِمَ إِذَا حَلَقَ رَأْسَ حَلَالٍ تَصَدَّقَ بِشَيْءٍ، وَإِذَا حَلَقَ رَأْسَ مُحْرِمٍ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ. (۱۳۵)

(۱۳۴) کتاب الأصل المعروف بالمبسوط، کتاب المناسك، باب الحلق، ۳۶۱/۲

(۱۳۵) البحر الرائق، کتاب الحج، باب الجنایات، تحت قوله: وفي شارب حلال.... إلخ، ۲۰/۳

(۱۳۲) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب التضحية، فصل فی کیفیة الوجوب، ۲۸۸/۶

(۱۳۳) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الأضحیۃ، الباب الأول فی تفسیرھا.... إلخ، ۲۹۳/۵

یعنی، بیشک محرم نے جب غیر محرم کے سر کا حلق کیا تو وہ کچھ صدقہ کرے اور جب محرم کا سر حلق کیا پس اُس پر (یعنی حلق کرنے والے پر) صدقہ کرنا لازم ہے۔

علامہ نظام الدین حنفی اور علماء ہند کی جماعت نے لکھا: وَإِنْ حَلَقَ رَأْسَ مُحْرِمٍ أَوْ حَلَالَ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ سَوَاءٌ كَانَ بِأَمْرِهِ أَوْ بِغَيْرِ أَمْرِهِ طَائِعًا كَانَ الْمُحْلُوقُ رَأْسُهُ أَوْ مُكْرَهًا كَذَا فِي "غَايَةِ الشَّرْوحِ جِي شَرْحِ الْهَدَايَةِ" - (۱۳۶)

یعنی، اگر محرم یا غیر محرم کے سر کا حلق کیا اس حال میں کہ وہ (حلق کرنے والا) احرام والا ہو تو اُس (حالتِ احرام میں حلق کرنے والے پر) پر صدقہ کرنا لازم ہے برابر ہے کہ حلق اُس کے حکم سے کیا ہو یا بغیر حکم کے اُس (حلق کروانے والے نے خود) سرخوشی سے مونڈایا ہو یا مجبور ہو کر، اسی طرح "ہدایہ" کی شرح "غایۃ السرو جی" میں ہے۔

ہاں اگر اس تقصیر کرنے والی عورت کا احرام کھلنا صرف تقصیر پر موقوف ہوتا تو اب اُسے سوال میں ذکر کی گئی محرمہ کی تقصیر کرنا شرعاً جائز ہوتا۔ اور نہ صرف یہی بلکہ دونوں کو ایک دوسرے کی تقصیر کرنا جائز ہوتا۔ اور اگر اپنی اپنی خود تقصیر کرنا چاہتیں تو بھی کر سکتی تھیں۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور مولانا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (وَإِذَا حَلَقَ) أَيِ الْمُحْرِمِ (رَأْسَهُ) أَيِ رَأْسِ نَفْسِهِ (أَوْ رَأْسِ غَيْرِهِ) أَيِ وَلَوْ كَانَ مُحْرِمًا (عِنْدَ جَوَازِ التَّحَلُّلِ) أَيِ الْخُرُوجِ مِنَ الْإِحْرَامِ بِأَدَاءِ أَفْعَالِ النَّسِكَ (لَمْ يَلْزَمْهُ شَيْءٌ) الْأُولَى لَمْ يَلْزَمْهُمَا شَيْءٌ وَهَذَا حَكْمُ يَعْمُ كُلِّ مُحْرِمٍ فِي كُلِّ وَقْتٍ - (۱۳۷)

(۱۳۶) (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات..... إلخ، الفصل الثالث: فی حلق الشعر..... إلخ، ۱/۲۴۳)

(۱۳۷) لباب المناسک و شرحہ المسلك المتقسط فی المنسک المتوسط، باب مناسک منی، فصل فی

الحلق والتقصیر، ص: ۳۲۴

یعنی، جب محرم نے مناسک کے افعال کی ادائیگی کے ساتھ احرام سے نکلنے وقت اپنے سر کو حلق کیا یا اپنے علاوہ کے سر کو اگرچہ وہ (حلق کرنے والا) محرم ہو تو پہلے والے (حالتِ احرام میں اپنے سر کو مونڈنے والے پر) کو کوئی شے لازم نہ ہوگی نہ ہی ان دونوں (حالق و مخلوق) کو، اور یہ حکم ہر وقت میں ہر محرم کو عام ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۲۵ ذو الحجة ۱۴۳۹ھ - ۵ سبتمبر ۲۰۱۸م FU-47

حلق کروائے بغیر کپڑے پہن لینے کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے عمرہ کیا اور سر منڈا دیا پھر عمرہ کے لئے چلا گیا اور احرام باندھا اور طواف کیا اور سعی کی اور سر نہیں منڈایا یہ سمجھ کر میں نے ابھی تو سر منڈا دیا ہے اور احرام اُتار کر کپڑے یعنی قمیص اور شلوار پہن لئے اور اور اُسے ابھی چھ گھنٹے گزرے ہیں اس صورت میں اُس پر کیا لازم آئے گا؟

(السائل: ایک حاجی مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ و تقدس الجواب: صورتِ مسئلہ میں اُس پر لازم ہے کہ فوراً حلق کروائے کیونکہ اگر سر پر بال نہ بھی ہو تب بھی احرام سے نکلنے کے لئے سر پر اُسترا پھرانا ضروری ہے۔

چنانچہ حاکم شہید ابو الفضل محمد بن محمد بن احمد مروزی حنفی متوفی ۳۳۴/۳۴۴ھ

لکھتے ہیں: وَإِذَا جَاءَ يَوْمُ النَّحْرِ، وَلَيْسَ عَلَى رَأْسِهِ شَعْرٌ أَجْرَى الْمُوسَى عَلَى رَأْسِهِ تَشَبُّهًا بِمَنْ يَحْلِقُ - (۱۳۸)

(۱۳۸) الکافی مع شرحہ للسرخسی، کتاب المناسک، باب الحلق، ۴/۸۰، مطبوعہ: مکتبہ

رشیدیہ، کوئٹہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یعنی، جب یومِ نحر آگیا اور اُس کے سر پر بال نہیں ہیں تو اپنے سر پر حلق کرنے والے کے ساتھ مشابہت کرتے ہوئے اُسترا پھیرے۔

اس کے تحت امام شمس الدین ابوبکر محمد سرخسی متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں: لِأَنَّهُ وَسِعَ مِثْلَهُ، وَالتَّكْلِيفُ بِحَسَبِ الْوُسْعِ أَلَا تَرَى أَنَّ الْأَخْرَسَ يُؤْمَرُ بِتَحْرِيكِ الشَّفَتَيْنِ عِنْدَ التَّكْسِيرِ وَالْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ فَيَنْزِلُ ذَلِكَ مِنْهُ مَنَزِلَةٌ قِرَاءَةِ النَّاطِقِ فَهَذَا مِثْلُهُ۔ (۱۳۹)

یعنی، کیونکہ اُسی کی مثل وسعت ہے اور تکلیف وسعت کے مطابق ہوتی ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ گونگے کو نماز میں تکبیر اور قراءت کے وقت دونوں ہونٹوں کو حرکت دینے کا حکم دیا جاتا ہے تو اُسے ہونٹوں کو ہلانا اُس کی طرف سے قراءت کرنے والے کے مرتبے میں ہے پس یہ اس کی مثل ہے۔

اور اُس پر قمیص اور شلوار پہننے کی وجہ سے صرف ایک کفارہ لازم ہے کیونکہ قمیص اور شلوار ایک ہی جنس سے ہے۔

چنانچہ ملا علی بن سلطان قاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: لِأَنَّ الْجَنَائِيَّاتِ إِذَا اجْتَمَعَتْ مِنْ جَنْسٍ وَاحِدٍ فَتَعَلَّقَ بِهَا كَفَارَةٌ وَاحِدَةٌ كَمَا لَوْ لَبَسَ قَمِيصًا وَسُرَاوِيلَ وَقَبَاءَ۔ (۱۴۰)

یعنی، کیونکہ جنایات جب ایک جنس سے جمع ہو جائیں تو اُن سے ایک ہی کفارہ متعلق ہوتا ہے جیسا کہ اگر کوئی قمیص، شلوار اور قباء پہن لے۔

(۱۳۹) کتاب المبسوط للسرخسی، کتاب المناسک، باب الحلق، ۶۴/۲

(۱۴۰) المسلك المتقسط في المنسك المتوسط على لباب المناسك، باب الجنایات وأنواعها، النوع

الأول: في حكم اللبس، تحت قوله: وجمع اللباس كله في مجلس أو يوم، ص: ۴۳۴

اور یہ واضح رہے کہ ایسے شخص پر کفارہ میں صدقہ (گندم سے آدھا صاع) کی ادائیگی لازم ہوگی کیونکہ اُس نے اس حالت میں ابھی مکمل دن (صبح صادق تا غروب آفتاب) یا مکمل رات (بعد غروب آفتاب تا صبح صادق) کو نہیں گزارا بلکہ اُسے اس حالت میں ابھی صرف چھ گھنٹے گزرے ہیں ہاں اگر اسی حالت میں مکمل دن یا مکمل رات گزر جائے تو اب اُس پر بجائے صدقہ کے دم کی ادائیگی لازم ہوگی۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: فإذا لبس مخيطاً يوماً كاملاً، أو ليلة كاملة فعليه دم، وفي أقل من يوم أو ليلة صدقة، وكذا لو لبس ساعة فصدة، وفي أقل من ساعة قبضة من بر۔ (۱۴۱)

یعنی، پس جس نے مکمل دن یا مکمل رات سلاہوا کپڑا پہنا تو اُس پر دم لازم ہوگا اور دن یا رات سے کم میں صدقہ لازم ہوگا، اور اسی طرح حکم ہے اگر ایک گھڑی بھر پہنا اور ایک گھڑی سے کم پہننے میں گندم سے ایک مٹھی دینا لازم ہوگا۔

والله تعالى أعلم بالصواب

FU-50

يوم الجمعة ۲۷، ذوالحجۃ ۱۴۳۹ھ - ۷ سبتمبر ۲۰۱۸م

حلق کروائے بغیر دوسرا احرام باندھنے پر کیا لازم ہوگا؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے مسجد عائشہ سے عمرہ کا احرام باندھا اور آ کر طواف کیا اور صفا و مروہ کے مابین سعی کی اور حلق نہیں کروایا اور پھر مسجد عائشہ چلا گیا اور عمرے کا احرام باندھ لیا۔ پھر آ کر عمرہ ادا کیا، اس صورت میں اس پر کیا لازم آئے گا؟

باسمہ تعالیٰ و تقدس الجواب :- صورتِ مسئلہ میں ایک دم اور توبہ کرنا لازم

(۱۴۱) لباب المناسک و عباب المسالك، باب الجنایات، النوع الأول: في حكم اللبس، ص: ۱۹۳



ہوگی۔ دم اس لئے کہ اُس نے احرام عمرہ کا وقت آنے سے قبل عمرہ کا احرام باندھا ہے۔  
چنانچہ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ اور اُن کے  
حوالے سے علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی ایک جماعت نے نقل کیا  
کہ: ومن فرغ من عمرته إلا التقصير فأحرم بأخرى فعليه دم لإحرامه قبل  
الوقت لأنه جمع بين إحرامى العمرة وهذا مكروه فيلزمه الدم وهو دم جبر  
وكفارة۔ (۱۴۲)

یعنی، جو شخص اپنے عمرے سے فارغ ہوا (یعنی طواف اور سعی سے فارغ ہوا)  
سوائے تقصیر کے (یعنی تقصیر یا حلق نہ کروایا) پھر اُس نے دوسرے عمرے کا احرام باندھ لیا  
تو اس پر وقت سے قبل احرام باندھنے کی وجہ سے دم لازم ہے کیونکہ اُس نے عمرہ کے دو  
احرام کے درمیان جمع کیا ہے اور یہ مکروہ ہے پس اُسے دم لازم ہوگا اور یہ دم جبر و کفارہ ہے۔  
اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: ولو طاف وسعى  
لأولى ولم يبق عليه إلا الحلق فأهل بأخرى لزمته، ولا يرضها وعليه دم  
الجمع۔ (۱۴۳)

یعنی، اگر طواف کیا اور پہلے عمرے کی سعی کر لی اور اس پر سوائے حلق کے کچھ نہ  
رہا تو اُس نے دوسرے عمرے کا احرام باندھ لیا تو اُسے دم لازم ہو گیا اور وہ اسے نہیں  
چھوڑے گا اور اُس پر دو عمروں کو جمع کرنے کا دم لازم ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

FU-44

یوم الأحد، ۲۲، ذو الحجة ۱۴۳۹ھ۔ ۲ ستمبر ۲۰۱۸م

(۱۴۲) الهدایة، کتاب الحج، باب اضافة الاحرام إلى الاحرام، ۱۰، ۲۱۲/۲

الفتاویٰ الہندیہ، کتاب المناسک، باب الحادی عشر: فی اضافة الاحرام إلى الاحرام، ۱/۲۵۴

(۱۴۳) لباب المناسک، باب الجمع بین النسکین المتحدین إلخ، فصل فی الجمع بین العمرین، ص ۱۸۷

والتدهن، ۱/۲۴۰

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حلق کے دوران کریم استعمال کرنے کا شرعی حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عمرہ  
کے بعد حلق کے لئے نائی نے کریم استعمال کی تو اس صورت میں کیا لازم آئیگا؟  
(C/O مفتی عبدالرحمن، عزیز، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ و تقدس الجواب :- صورت مسئلہ میں صورت مسئلہ میں دیکھا جائے  
گا کہ اس کریم میں خوشبو تھی یا کراہت والی بو تھی یا نہ خوشبو تھی اور نہ ہی کراہت والی بو، اور اس  
کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ خوشبو کسے کہتے ہیں تو خوشبو ایسی مہک کو کہتے ہیں کہ  
جو کراہت سے خالی ہونے کے ساتھ رغبت دلانے والی ہو اور عقل والے اُسے خوشبو میں  
شمار کرتے ہوں۔

چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت نے ”سراج  
الوہاج“ کے حوالے سے لکھا: الطیب کلّ شئ له رائحة مستلذدة ويعده العقلاء  
طيباً كذا في ”السراج الوہاج“۔ (۱۴۴)

یعنی، خوشبو ہر وہ شے ہے جس کی مہک لذت دلانے والی ہو اور عقلاء اسے خوشبو  
شمار کرتے ہوں اسی طرح ”سراج الوہاج“ میں ہے۔

اس لئے کریم میں اگر کراہت والی بو تھی یا کچھ نہ تھا تو لگانے والے پر کچھ لازم نہ  
ہوگا کیونکہ خوشبو کا استعمال نہیں پایا گیا ہاں اگر اس میں خوشبو موجود تھی تو پھر یہ خوشبو دو حال  
سے خالی نہ ہوگی یا تو وہ آگ میں پکائی ہوئی ہوگی یا نہیں پہلی صورت میں اُس پر کچھ لازم نہ

(۱۴۴) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الاول: فیما یجب بالتطیب



ہوگا کیونکہ جب کسی شے کو آگ میں ڈال کر پکا لیا جائے تو اُس پر خوشبو کا حکم نہیں لگے گا اور دوسری صورت میں اگر خوشبو ملنے والی چیز سے زائد ہو تو غلبہ کا حکم ہوگا اگرچہ خوشبو ظاہر نہ ہو اور اگر خوشبو ملنے والی چیز سے زائد نہ ہو تو پھر غلبہ کا حکم نہ ہوگا اور یہ بات واضح رہے کہ غلبہ ہونے کی صورت میں دم لازم ہوگا ورنہ دم لازم نہ ہوگا بلکہ صدقہ کی ادائیگی واجب ہوگی۔

چنانچہ علامہ سید محمد ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: اعلم أن خلط الطيب بغيره على وجوه؛ لأنه إما أن يخلط بطعام مطبوخ أو لا ففي الأول لا حكم للطيب سواء كان غالباً أم مغلوباً، وفي الثاني الحكم للغلبة: إن غلب الطيب وجب الدم، وإن لم تظهر رائحته كما في ”الفتح“، وإلا فلا شيء عليه غير أنه إذا وجدت معه الرائحة كره، وإن خلط بمشروب فالحكم فيه للطيب سواء غلب غيره أم لا غير أنه في غلبة الطيب يجب الدم، وفي غلبة الغير تجب الصدقة إلا أن يشرب مراراً فيجب الدم۔ (۱۴۵)

یعنی، جان لو کہ بے شک خوشبو کا ملنا اُس کے غیر کے ساتھ چند وجوہات پر ہے کیونکہ یا تو اُسے پکے ہوئے کھانے کے ساتھ ملایا گیا ہوگا (یعنی اُسے کھانے میں ڈال کر پکایا گیا ہوگا) یا نہیں پس پہلی صورت میں خوشبو کا حکم نہیں ہے چاہے خوشبو غالب ہو یا مغلوب اور دوسری صورت میں (یعنی اگر کھانے میں ڈال کر پکایا نہ گیا ہو) اگر خوشبو غالب ہو تو غلبہ کا حکم ہے اور (اس صورت میں) دم واجب ہوگا اگرچہ اُس کی خوشبو ظاہر نہ ہو جیسا کہ ”فتح القدیر“ میں ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اُس پر کچھ لازم نہیں علاوہ اس کے کہ جب اُس

کے ساتھ خوشبو پائی جائے تو مکروہ ہے اور اگر کسی نے پینے والی چیزوں میں خوشبو ملائی تو اس میں خوشبو کا حکم ہے چاہے اُس کا غیر غالب ہو یا نہیں سوائے اس کے کہ خوشبو کے غالب ہونے میں دم واجب ہوگا اور غلبہ نہ ہونے میں صدقہ واجب ہوگا مگر یہ کہ وہ بار بار پیئے (تین بار یا اس سے زائد) تو دم واجب ہوگا۔

بہر حال معتمر یا حاجی کو چاہیے کہ وہ نائی کو پہلے سے پوچھ لے، اگر کریم یا صابن میں خوشبو کی آمیزش ہو تو اُس پر لازم ہے کہ وہ نائی کو اس فعل سے باز رکھے بشرطیکہ اُس میں موجود خوشبو پر شرعی اعتبار سے خوشبو کا اطلاق ہوتا ہو، باقی نائی حضرات کو بھی اس بات کا خصوصی خیال رکھنا چاہیے کہ کہیں اُن کے ہاتھوں سے ایک ممنوع کام نہ ہو جائے۔ اور عام طور پر مکہ مکرمہ میں نائی حضرات جو صابن یا شیمپو یا کریم استعمال کرتے ہیں اُن میں خوشبو نہیں ہوتی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

یوم الجمعة، ۱۹ رمضان ۱۴۴۰ھ۔ ۲۴ مئی ۲۰۱۹م

FU-86

عمرہ کی سعی سے قبل حلق کروانے کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی نے طواف کے بعد حلق کروالیا اور بعد میں سعی کی تو کیا حکم ہے؟ اور اگر دم کی صورت بنتی ہے تو وہ غریب ہونے کی وجہ سے اسے ادا نہیں کر سکتا یہاں تک اُسے عمرہ بھی کسی نے کروایا ہے تو ایسے شخص کے لئے کیا حکم شرع ہوگا وضاحت فرمادیں؟ (السائل: حسن رضا)

باسمہ تعالیٰ وتقُدس الجواب:۔ صورت مسئلہ میں ایسے شخص کی سعی درست ہوگئی البتہ اس پر وقت سے قبل احرام کھولنے کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔

چنانچہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۲ھ لکھتے ہیں: لو طاف ثم حلق ثم سعى صحّ سعيه، و عليه دم لتحلله قبل وقته۔ (۱۴۶)

یعنی، اگر کسی نے طواف کرنے کے بعد حلق کیا پھر اس کے بعد سعی کی تو اُس کی سعی درست ہوگئی اور اُس پر وقت سے قبل احرام کھولنے کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔ اور دم لازم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ چونکہ یہ شخص واجب کی ادائیگی پر سبقت لے گیا ہے۔

چنانچہ ملا علی قاری لکھتے ہیں: و سبقه على أداء واجبه۔ (۱۴۷)

یعنی، (دم لازم ہونا) واجب کی ادائیگی پر سبقت لے جانے کی وجہ سے بھی ہے۔ واضح رہے کہ یہ شخص واجب کی ادائیگی پر سبقت اس طرح لے گیا ہے کہ اُس نے سعی سے قبل حلق کر لیا ہے حالانکہ واجب یہ ہے کہ عمرہ کی سعی حالت احرام میں حلق یا تقصیر سے قبل ادا ہو۔

چنانچہ شمس الاممہ امام ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں: وَالسَّعْيُ مِنْ أَعْمَالِ الْعُمْرَةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَ بِهِ قَبْلَ التَّحْلِيلِ بِالْحَلْقِ۔ (۱۴۸)

یعنی، سعی کرنا عمرہ کے اعمال سے ہے تو عمرہ کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ حلق

(۱۴۶) المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب السعي بين الصفا والمروة، فصل في شرائط صحة السعي، وهي سبعة، الثالث: تقديم الإحرام على السعي، تحت قوله: سعى العمرة فلا يشترط فيه وجوده، ص ۲۴۸

(۱۴۷) المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب السعي بين الصفا والمروة، فصل في شرائط صحة السعي، وهي سبعة، الثالث: تقديم الإحرام على السعي، تحت قوله: سعى العمرة فلا يشترط فيه وجوده، ص ۲۴۸

(۱۴۸) كتاب المبسوط للسرخسي، كتاب المناسك، باب السعي بين الصفا والمروة، ۲/۴۷

کے ذریعے احرام سے باہر نکلنے سے قبل سعی کرے۔

اور ملا علی بن سلطان محمد قاری حنفی متوفی ۱۰۱۲ھ لکھتے ہیں: سعى العمرة لا يشترط وجوده بعد حلقه، بل يجب تحقّقه قبل حلقه۔ (۱۴۹)

یعنی، حلق کے بعد عمرہ کی سعی کرنے میں احرام کا ہونا شرط نہیں بلکہ حلق (یا تقصیر) سے قبل احرام کا ہونا واجب ہے۔

البتہ یہ یاد رہے کہ ایسے شخص پر دم اُسی صورت میں لازم ہوگا جبکہ اُس نے بلا عذر ایسا کیا ہو چاہے وہ غریب ہو اور یہ جرم بلا عذر ہی واقع ہوا ہے لہذا اسے جرم غیر اختیاری قرار نہیں دیا جائے گا اور جرم غیر اختیاری کے بارے میں صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: جہاں دم کا حکم ہے وہ جرم اگر بیماری یا سخت گرمی یا شدید سردی یا زخم یا پھوڑے یا جوؤں کی سخت ایذا کے باعث ہوگا تو اُسے جرم غیر اختیاری کہتے ہیں۔ (۱۵۰)

والله تعالى أعلم بالصواب

FU-69

يوم الخميس، ۲۰ ربيع الآخر ۱۴۴۰ھ - ۲۶ دسمبر ۲۰۱۸م

احرام سے نکلنے وقت خود اپنی تقصیر کرنا کیسا؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عورت عمرہ کی سعی کے بعد خود اپنی تقصیر کر سکتی ہے؟

باسمہ تعالیٰ و تقدس الجواب :- صورت مسئلہ میں ایسا کرنا جائز ہے اور جو ایسا کرے

(۱۴۹) المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب الجنایات وأنواعها، فصل في الجنایة في السعي، تحت قوله: يعود بإحرام جديد، ص ۵۰۴

(۱۵۰) بہار شریعت، حج کا بیان، جرم اور ان کے کفارے کا بیان، مسئلہ ۱۱۶۲/۱

تو اُس پر کچھ لازم بھی نہیں۔

چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: وإذا حلق رأسه... عند جواز التحلل لم يلزمه شيء۔ (۱۵۰)

یعنی، جب محرم نے احرام سے باہر نکلتے وقت اپنے سر کو حلق کیا تو اُسے کچھ لازم نہ گا۔

اور مفتی وقار الدین قادری متوفی ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳م لکھتے ہیں: حج اور عمرے میں جب حلق یا قصر کروانے کا وقت آجائے تو خود حاجی اپنا سر مونڈ سکتا ہے اسی طرح دو ”محرم“ بھی ارکان ادا کرنے کے بعد ایک دوسرے کا سر مونڈ سکتے ہیں۔ (۱۵۱)

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم الخميس، ۱۳ ربيع الآخر ۱۴۴۰ھ۔ ۲۰ دسمبر ۲۰۱۸م FU-67

عورت کے بال قابلِ تقصیر نہ ہوں تو اُس کے لئے کیا حکم ہے؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عورت عمرہ کی سعی سے فارغ ہو جائے اور اُس کے بال تقصیر کے قابل نہ ہوں تو کیا وہ حلق کروائے گی یا پھر ایسی عورت سے دونوں چیزیں ساقط ہو جائیں گی؟

باسمہ تعالیٰ و تقدس الجواب :- صورت مسئلہ میں ایسی عورت سے دونوں چیزیں ساقط ہو جائیں گی کیونکہ دونوں چیزیں متعذر ہیں۔

چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (ولو تعذر الحلق لعرض) أى لعله فى رأسه..... (تعیّن

التقصير. أو التقصير) أى تعذر لكون الشعر قصيراً (تعیّن الحلق. وإن تعذراً جميعاً لعله فى رأسه) بأن يكون شعره قصيراً أو برأسه فروح يضره الحلق (سقطا عنه، وحلّ بلا شيء) أى بلا وجوب دم عليه، لأنه ترك الواجب بعد، كما صرح به فى ”البحر الزاخر“ (والأحسن أن يؤخر) أى هذا الشخص (الإحلال إلى آخر أيام النحر) أى إن كان يرجو زوال العذر (وإن لم يؤخره فلا شيء عليه) لحلول وقته وتحقق عذره وتوهم زواله۔ (۱۵۲)

یعنی، حلق کرنا کسی علت کے سبب متعذر ہو تو تقصیر متعین ہوگی یا بالوں کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے تقصیر متعذر ہو تو حلق متعین ہوگا اور اگر دونوں ہی اس کے سر میں کسی علت کے سبب متعذر ہو تو اس سے دونوں چیزیں ساقط ہو جائیں گی اور اگر بال کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے تقصیر متعذر ہو تو حلق کرنا متعین ہو گیا اور اگر دونوں مکمل طور پر اُس کے سر میں علت کی وجہ سے متعذر ہوں یا اس کے بال چھوٹے ہوں یا اُس کے سر میں ایسا زخم ہو کہ اُسے حلق کرنا ضرر دے گا تو اس سے دونوں ساقط ہو جائیں گے اور وہ احرام سے بغیر کوئی شے واجب ہوئے باہر ہو گیا کیونکہ اُس نے واجب کو عذر کی وجہ سے ترک کیا ہے جیسا کہ اس کی ”بحر الزاخر“ میں صراحت ہے اور زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ وہ حج کے احرام سے باہر نکلنا ایامِ نحر کے آخر تک مؤخر کرے یعنی اگر وہ عذر کے زائل ہونے کی امید رکھتا ہو اور اگر وہ اسے مؤخر نہ کرے تو اُس پر کچھ لازم نہ ہوگا کیونکہ احرام سے باہر نکلنے کا وقت آ گیا ہے اور اس کا عذر متحقق ہو چکا ہے اور اس کا زائل ہونا ایک وہم ہے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

### مرد و عورت کے حق میں حلق و تقصیر کی مقدار

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عورت کے لئے چونکہ حلق کے بجائے تقصیر ہے تو اس کی کیا مقدار ہے؟

باسمہ تعالیٰ و تقدس الجواب: تقصیر کی مقدار کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ سر کے کتنے حصے میں حکم تقصیر ہے اور دوسری یہ کہ بالوں کو کتنا کاٹنا ضروری ہے کہ جس سے یہ واجب ادا ہو جائے تو اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ چوتھائی سر کے بالوں میں سے ہر بال کو انگلی کے ایک پورے کے برابر کاٹے گا تو یہ واجب ادا ہوگا اور یہ مقدار صرف عورت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مردوں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

چنانچہ امام فخر الدین عثمان بن علی زلیعی حنفی متوفی ۷۴۳ھ: والتقصير أن يأخذ الرجل أو المرأة من رءوس شعر ربيع الرأس مقدار الأنملة۔ (۱۵۳)

یعنی، تقصیر یہ ہے کہ مرد یا عورت اپنے چوتھائی سر کے بالوں میں سے ایک پورے کی مقدار لے۔

اس عبارت میں چونکہ چوتھائی سر کے بالوں میں سے صرف انگلی کے ایک پورے کی مقدار لینے کا حکم مذکور ہے ”امام زلیعی“ کی اس سے مراد چوتھائی سر کے بالوں میں سے ہر ایک بال کو پورے کی مقدار لینا ہے۔

چنانچہ علامہ ابوالاخلاص شیخ حسن بن عمار بن علی وفائی شربلہالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ، علامہ ابن نجیم مصری حنفی متوفی ۷۷۰ھ کے حوالے سے لکھتے ہیں: مُرَادُ الزَّيْلَعِيِّ أَنْ يَأْخُذَ

مِنْ كُلِّ شَعْرَةٍ مِقْدَارَ الْأُنْمَلَةِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي ”الْمُحِيطِ“۔ واللفظ للشرنبلالی (۱۵۴)

یعنی، ”امام زلیعی“ کی مراد یہ ہے کہ چوتھائی سر کے بالوں میں سے ہر ایک بال سے پورے کی مقدار لی جائے جیسا کہ ”محیط“ میں صراحت ہے۔

لہذا چوتھائی سر سے کم کی تقصیر کرنا جائز نہیں ہے۔

چنانچہ امام احمد بن یونس بن محمد حنفی متوفی ۹۴۷ھ لکھتے ہیں: قال الكرمانی رحمه الله ثم الحلق أو التقصير لا يجوز عندنا أقل من ربيع الرأس كما في مسح الرأس۔ (۱۵۵)

یعنی، امام کرمانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حلق یا تقصیر چوتھائی سر سے کم جائز نہیں ہے جیسا کہ سر کے مسح میں ہے۔

اور مرد و عورت دونوں پر واجب ہے کہ وہ تقصیر کرتے وقت صرف ایک پورے کی مقدار پر ہی اکتفاء نہ کریں بلکہ اس سے کچھ زائد لیں کیونکہ بالوں کے کنارے عادتاً برابر نہیں ہوتے۔

چنانچہ امام علاء الدین ابی بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں: لَكِنَّ أَصْحَابَنَا قَالُوا: يَجِبُ أَنْ يَزِيدَ فِي التَّقْصِيرِ عَلَى قَدْرِ الْأُنْمَلَةِ؛ لِأَنَّ الْوَاجِبَ هَذَا

(۱۵۴) غنية ذوى الأحكام فى بغية دررالحكام، كتاب الحج، تقصير الإحرام على المواقيت، تحت قوله: ثم قصر، الجز الأول، ص ۲۹

البحر الرائق، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: ثم احلق أو قصر والحلق أحب، ۶۰۶/۲

(۱۵۵) حاشية شيخ شلبي على التبيين، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: والتقصير أن يأخذ الرجل أو

الْقَدْرُ مِنْ أَطْرَافِ جَمِيعِ الشَّعْرِ، وَأَطْرَافُ جَمِيعِ الشَّعْرِ لَا يَتَسَاوَى طُولُهَا عَادَةً بَلْ تَتَفَاوَتْ فَلَوْ قَصَرَ قَدْرَ الْأُنْمَلَةِ لَا يَصِيرُ مُسْتَوْفِيًا قَدْرَ الْأُنْمَلَةِ مِنْ جَمِيعِ الشَّعْرِ، بَلْ مِنْ بَعْضِهِ، فَوَجَبَ أَنْ يَزِيدَ عَلَيْهِ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ بِاسْتِيفَاءِ قَدْرِ الْوَاجِبِ فَيَخْرُجَ عَنِ الْعَهْدَةِ بَيِّنِينَ - (١٥٦)

یعنی، ہمارے اصحاب نے فرمایا ہے کہ تقصیر میں پورے کی مقدار پر زیادتی کرنا واجب ہے کیونکہ تقصیر کی مقدار (چوتھائی سر کے) تمام بالوں کے اطراف سے واجب ہے، اور تمام بالوں کے اطراف لمبائی میں عادتاً برابر نہیں ہوتے بلکہ متفاوت ہوتے ہیں پس اگر کسی نے پورے کی مقدار تقصیر کر لی تو وہ (چوتھائی کے) تمام بالوں سے پورے کی مقدار لینے والا نہ ہوگا بلکہ اُس کے بعض سے لینے والا ہوگا لہذا واجب ہے کہ تقصیر کرنے والا پورے کی مقدار پر اس قدر زیادتی کرے کہ واجب کی مقدار کا پورا ہونا یقینی ہو جائے پھر وہ یقین کے سبب سے بری الذمہ ہو جائے گا۔

لیکن یہ یاد رہے کہ اگر کسی نے صرف واجب کی مقدار پر اکتفاء کیا تو اس کا احرام کھولنا جائز ہو جائے گا مگر وہ سنت کا تارک ہوگا کیونکہ تمام سر کا حلق کرنا یا اُس کی تقصیر کرنا سنت مؤکدہ ہے اور اس حکم میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں۔ مرد کے لیے تمام سر کا حلق کرنا اور عورت کے لئے تمام سر کی تقصیر کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

چنانچہ امام برہان الدین ابو المعالی محمود بن صدر الشریعہ بن مازہ بخاری متوفی ۶۱۶ھ لکھتے ہیں: وَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَلَا حَلْقَ عَلَيْهَا؛ لِأَنَّ الْحَلْقَ فِي حَقِّهَا نَوْعٌ مِثْلَةٌ، وَلَكِنَّهَا تَقْصِرُ، تَأْخُذُ شَيْئًا مِنْ أَطْرَافِ الشَّعْرِ مِقْدَارَ أَنْمَلَةٍ هَكَذَا قَالَ ابْنُ عَمْرٍ،

وَالْأَفْضَلُ أَنْ تَقْصُرَ مِنْ كُلِّ شَعْرٍ مِقْدَارَ أَنْمَلَةٍ؛ لِأَنَّ التَّقْصِيرَ فِي حَقِّهَا قَائِمٌ مَقَامَ الْحَلْقِ فِي حَقِّ الرَّجُلِ، وَالْأَفْضَلُ فِي حَقِّ الرَّجُلِ حَلْقُ جَمِيعِ الرَّأْسِ، وَكَذَا الْأَفْضَلُ فِي حَقِّهَا الْأَخْذُ مِنْ كُلِّ شَعْرٍ. وَإِنْ قَصَّرتَ بَعْضَ رَأْسِهَا وَتَرَكْتَ الْبَعْضَ أَجْزَاءَهَا إِذَا كَانَ مَا قَصَّرتَ مِقْدَارَ رُبْعِ الرَّأْسِ فَصَاعِدًا، وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ

ذَلِكَ لَا يَجْزِئُهَا اعْتِبَارًا لِلتَّقْصِيرِ فِي حَقِّهَا بِالْحَلْقِ فِي حَقِّ الرَّجُلِ - (١٥٧)

یعنی، بہر حال عورت پر حلق نہیں ہے کیونکہ یہ اُس کے حق میں مثلاً (یعنی خلقۃ اللہ کو تبدیل کرنا) کی ایک نوع ہے لیکن وہ بالوں کے اطراف سے پورے کی مقدار تقصیر کرے اسی طرح ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے، اور افضل یہ ہے کہ وہ تمام بالوں سے پورے کی مقدار تقصیر کرے اور اگر کسی عورت نے بعض سر کی تقصیر کی اور بعض کو ترک کر دیا تو جائز ہے بشرطیکہ چوتھائی سر یا اس سے زیادہ کی تقصیر ہوگئی ہو۔ اور اگر اس سے کم ہو تو پورے کی مقدار جائز نہیں ہے عورت کے حق میں تقصیر کو مرد کے حق میں حلق پر قیاس کرنے کی وجہ سے۔

”محیط برہانی“ کی عبارت میں ہے کہ ”افضل یہ ہے کہ تمام بالوں کی تقصیر کرے“ اس سے مراد ہے کہ سنت ہے کہ تمام بالوں سے تقصیر کرے جیسا کہ ذیل میں اس کی تصریح آئے گی اس میں ہے کہ ”اگر کسی عورت نے بعض سر کی تقصیر کی اور بعض کو ترک کر دیا تو اُسے جائز ہے، الخ“ اس سے مراد ہے کہ واجب ادا ہو گیا اور واجب چوتھائی سر کی تقصیر ہے جیسا کہ ابتداء میں ہم نے ذکر کیا ہے۔

اور امام ابوالبقاء محمد بن احمد بن محمد بن ضیاء مکی حنفی متوفی ۸۵۴ھ لکھتے ہیں: ”وفی

منسك الكرماني.... فَإِنْ حَلَقَ أَوْ قَصَرَ أَقْلَ مِنَ النِّصْفِ أَجْزَاهُ عِنْدَنَا وَهُوَ مَسِيءٌ فِي ذَلِكَ؛ لِأَنَّ السَّنَةَ حَلَقَ جَمِيعَ الرَّأْسِ، أَوْ تَقْصِيرَ جَمِيعِ الرَّأْسِ، وَقَدْ تَرَكَ ذَلِكَ فَيَكُونُ مَسِيئًا۔ (۱۵۸)

یعنی، ”منسک کرمانی“ (۱۵۹) میں ہے کہ اگر کسی نے نصف سے کم حلق یا تقصیر کی تو اُسے ہمارے نزدیک جائز ہے لیکن وہ اس میں اساعت کرنے والا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام سر کا حلق کرنا یا اُس کی تقصیر کرنا سنت (مؤکدہ) ہے اور اس نے چونکہ سنت مؤکدہ کو ترک کیا ہے لہذا وہ اساعت کرنے والا ہے۔

اور امام أحمد بن یونس بن محمد خفی متوفی ۹۴۷ھ لکھتے ہیں: فَإِنْ حَلَقَ أَوْ قَصَرَ أَقْلَ مِنَ النِّصْفِ أَجْزَاهُ، وَهُوَ مَسِيءٌ فِي ذَلِكَ؛ لِأَنَّ السَّنَةَ حَلَقَ جَمِيعَ الرَّأْسِ أَوْ تَقْصِيرَ جَمِيعِ الرَّأْسِ، وَقَدْ تَرَكَ ذَلِكَ فَيَكُونُ مَسِيئًا۔ (۱۶۰)

یعنی، اگر کسی نے نصف سے کم حلق یا تقصیر کی تو اُسے ہمارے نزدیک جائز ہے لیکن وہ اس میں برا کرنے والا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام سر کا حلق کرنا یا اُس کی تقصیر کرنا سنت (مؤکدہ) ہے اور اس نے چونکہ سنت مؤکدہ کو ترک کیا ہے لہذا وہ اساعت کرنے والا ہے۔

اور علامہ سید محمد ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: وَأَشَارَ إِلَى أَنَّهُ لَوْ (۱۵۸) الْبَحْرُ الْعَمِيقُ، مَطْلَبُ: شَرَايِطُ الْوُجُوبِ، الْبَابُ الثَّالِثُ مِنَ الْأَعْمَالِ الْمَشْرُوعَةِ يَوْمَ النَّحْرِ: الْحَلْقِ، ۱۷۹۴/۳

(۱۵۹) الْمَسَالِكُ فِي الْمَنَاسِكِ، الْقِسْمُ الثَّانِي: فِي بَيَانِ نَسِكِ الْحَجِّ مِنْ فَرَائِضِهِ وَسُنَنِهِ وَآدَابِهِ وَغَيْرِ ذَلِكَ، فَصَلِّ فِي الْحَلْقِ أَوْ التَّقْصِيرِ، ۱/۵۷۷-۵۷۸

(۱۶۰) حَاشِيَةُ شَيْخِ شَلْبِي عَلَى التَّبْيِينِ، كِتَابُ الْحَجِّ، بَابُ الْإِحْرَامِ، تَحْتَ قَوْلِهِ: وَالتَّقْصِيرُ أَنْ يَأْخُذَ الرَّجُلُ أَوْ الْمَرْأَةُ الْخِ، ۲/۳۰۸

اقتصر على حلق الربع جاز كما في التقصير لكن مع الكراهة لتركه السنة، فإن السنة حلق جميع الراس أو تقصير جميعه كما في شرح اللباب والقهستاني۔ (۱۶۱)

یعنی، ماتن نے اشارہ فرمایا ہے اس طرف کہ اگر کسی نے چوتھائی سر کی مقدار حلق کیا تو جائز ہے جیسا کہ تقصیر میں ہے لیکن سنت کو چھوڑنے کی وجہ سے ایسا کرنا مکروہ ہے، پس بے شک تمام سر کا حلق کرنا سنت ہے یا تمام سر کی تقصیر کرنا۔ اور آخر میں یہ بھی واضح رہے کہ تقصیر کرتے ہوئے انگلی کے ایک پورے کی مقدار اُسی وقت معتبر ہے جبکہ سر کے بال لٹکے ہوئے ہوں۔

چنانچہ امام أبو البقاء محمد بن أحمد بن محمد بن ضیاء مکی خفی متوفی ۸۵۴ھ لکھتے ہیں: وَأَمَّا التَّقْصِيرُ فَالْقَدْرُ الْوَاجِبُ فِيهِ مَقْدَارُ رُبْعِ الرَّأْسِ إِنْ كَانَ غَيْرَ مُسْتَرَسِلٍ..... وَإِنْ كَانَ الشَّعْرُ مُسْتَرَسِلًا فَالْقَدْرُ الْوَاجِبُ فِيهِ مَقْدَارُ الْأَنْمَلَةِ۔ (۱۶۲)

یعنی، بہر حال تقصیر کی واجب مقدار چوتھائی سر ہے بشرطیکہ سر کے بال لٹکے ہوئے نہ ہوں اور اگر سر کے بال لٹکے ہوئے ہوں تو اس میں واجب مقدار ایک پورے کی مقدار ہے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

FU-87

يوم الجمعة، ۱۹ رمضان ۱۴۴۰ھ۔ ۲۴ مئی ۲۰۱۹

(۱۶۱) رد المحتار على الدر المختار، كتاب الحج، مطلب: في رمي الجمره العقبة، تحت قول تنوير الأبصار: وحلقه أفضل، ۳/۶۱۲

(۱۶۲) الْبَحْرُ الْعَمِيقُ، مَطْلَبُ: شَرَايِطُ الْوُجُوبِ، الْبَابُ الثَّالِثُ مِنَ الْأَعْمَالِ الْمَشْرُوعَةِ يَوْمَ النَّحْرِ: الْحَلْقِ، ۳/۱۷۹۵



﴿ماخذ ومراجع﴾

- ☆ القرآن الكريم
- ☆ إرشاد السارى إلى مناسك الملا على القارى، للعلامة حسين بن محمد سعيد حنفى (ت ١٣٦٦ هـ)، مطبوعة: المكتبة الإمدادية، مكة المكرمة، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ - ٢٠٠٩ م
- ☆ الفتاوى التاتارخانية، للعلامة فريد الدين عالم بن العلاء الإندريتى الدهلوى الهندى حنفى (ت ٧٨٦ هـ)، مطبوعة: مكتبة فاروقيه، كوثه
- ☆ الفتاوى الهندية، للعلامة نظام الدين الحنفى (ت ١١٦١ هـ)، مطبوعة: دارالمعرفة بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٣ هـ - ١٩٧٣ م
- ☆ الفتاوى الرضوية، للإمام أحمد رضا بن نقى على خان الحنفى (ت ١٣٤٠ هـ)، مطبوعة: رضا فاؤنڈیشن، لاهور، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٦ م
- ☆ المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط للقارى، للإمام نور الدين على بن محمد سلطان الهروى الحنفى (ت ١٠١٤ هـ)، محقق محمد طلحه بلال أحمد منيار، مطبوعة: المكتبة الإمدادية، مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤٣٠ هـ - ٢٠٠٩ م
- ☆ العناية شرح الهداية، للعلامة أكمل الدين محمد بن محمد بن محمود البابر تى الحنفى (ت ٧٨٦ هـ)، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى: ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م
- ☆ المسالك فى المناسك، للإمام منصور محمد بن مكرم بن شعبان كرماني الحنفى (ت ٥٩٧ هـ)، مطبوعة: دار البشائر الإسلامية، بيروت، الطبعة الأولى: ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م
- ☆ الهداية شرح بداية المبتدى، للمرغينانى، برهان الدين أبى الحسن على بن أبى

- بكر الحنفى (ت ٥٩٣ هـ)، دار الارقم، بيروت
- ☆ الكافى مع شرحه للسرخسى، للحاكم الشهيد للإمام أبى الفضل محمد بن محمد بن احمد المروزى الحنفى (ت ٣٣٤/٣٤٤ هـ)، مطبوعة: مكتبة رشيديه، كوثه
- ☆ البحر العميق فى مناسك المعتمر والحاج إلى بيت الله العتيق، لابن الضياء، محمد بن أحمد المكي الحنفى (ت ٨٥٤ هـ)، تحقيق عبد الله نذير أحمد عبد الرحمن مزى، مطبوعة: مؤسسة الريان، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٣٢ هـ - ٢٠١١ م
- ☆ الإيثار لحل المختار، للعلامة فقيه شيخ محى الدين محمد بن إياس جوى زاده شهيد حنفى (ت ٩٥٤ هـ)، مطبوعة: مكتبة الإرشاد، إستطنبول، الطبعة الأولى: ١٤٣٧ هـ - ٢٠١٦ م
- ☆ المستصفى فى شرح النافع، للإمام أبى البركات حافظ الدين عبد الله بن احمد بن محمود نسفى حنفى (ت ٧١٠ هـ)، مطبوعة: مكتبة الإرشاد، إستطنبول، الطبعة الأولى: ١٤٣٨ هـ - ٢٠١٧ م
- ☆ البحر الرائق شرح كنز الدقائق، للعلامة الشيخ زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصرى الحنفى (ت ٩٧٠ هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى: ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م
- ☆ المحيط للسرخسى، الإمام شمس الدين أبو بكر محمد بن أحمد بن أبى سهل الحنفى (ت ٤٩٠ هـ)، مخطوط مصور
- ☆ الأشباه والنظائر على مذهب أبى حنيفة النعمان، للعلامة الشيخ زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصرى الحنفى (ت ٩٧٠ هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى: ١٤١٣ هـ - ١٩٩٣ م

الغُرُوةُ فِي مَنَاسِكِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

91

- ☆ المحيط البرهاني، للإمام برهان الدين أبي المعالي محمود بن صدر الشريعة ابن مازة البخاري (ت ٦١٦ هـ)، مطبوعة: إدارة القرآن، كراتشي
- ☆ لُبَابِ الْمَنَاسِكِ وَعُيُوبِ الْمَسَالِكِ، للإمام رحمة الله بن عبد الله بن إبراهيم العمرى السندی الحنفى (ت ٩٩٣ هـ)، مطبوعة: دار قرطبة، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢١ هـ
- ☆ بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، للإمام علاء الدين أبي بكر بن مسعود الكاسانى الحنفى (ت ٥٨٧ هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م
- ☆ بداية السالك فى نهاية المسالك فى ضمن مجموع رسائل العلامة الملا على القارى، للإمام نور الدين على بن محمد سلطان الهوى الحنفى (ت ١٠١٤ هـ) مطبوعة: المكتبة المعروفة، لاهور، الطبعة الرابعة ١٤٤٠ هـ - ٢٠١٧ م
- ☆ بهار شريعت، صدر الشريعة محمد امجد على اعظمى حنفى (ت ١٣٦٤ هـ)، ناشر: مكتبة المدينة، كراچی، طبعات ١٣٣٥ هـ - ٢٠١٣ م
- ☆ تبیین الحقائق شرح كنز الدقائق، للإمام فخر الدين عثمان بن على الزيلعى الحنفى (ت ٧٤٣ هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ هـ - ٢٠٠٠ م
- ☆ حیات القلوب فى زیارة المحبوب، للسندی المخدوم محمد هاشم بن عبد الغفور الحارثى التنوى الحنفى (ت ١١٧٤ هـ)، إدارة المعارف، كراتشي ١٣٩١ هـ
- ☆ حاشية الشيخ الشلبى على تبیین الحقائق، للإمام أحمد بن يونس بن محمد حنفى (ت ٩٤٧ هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ هـ - ٢٠٠٠ م

فتاوى حج وعمره (حصه سیزدهم)

92

- ☆ رد المحتار على الدر المختار للشامى، محمد أمين بن عمر ابن العابدين الحنفى، تحقيق عبد المجيد طعمه الحلبي (ت ١٢٥٢ هـ) مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ هـ - ٢٠٠٠ م
- ☆ سنن الدارقطنى، للإمام على بن عمر الدارقطنى (ت ٣٨٥ هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧ هـ - ١٩٩٦ م
- ☆ سنن أبي داود، للإمام سليمان بن أشعث السجستاني (ت ٢٧٥ هـ)، تعليق عبيد الدعاس وعادل السيد، مطبوعة: دار ابن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م
- ☆ شرح المختار، للعلامة عبد الغنى القاراباغى من علماء القرن التاسع، مطبوعة: مكتبة الإرشاد، إستطنبول، الطبعة الأولى ١٤٣٨ هـ - ٢٠١٧ م
- ☆ صحيح البخارى، للإمام أبى عبد الله محمد بن إسماعيل ابن ابراهيم بن المغيرة بن بردبة (ت ٢٥٦ هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤٢٠ هـ - ١٩٩٩ م
- ☆ غنية ذوى الأحكام على الدرر الحكام، للعلامة أبى الإخلاص حسن بن عمّار شرنبلالى حنفى (ت ١٠٦٩ هـ)، مطبوعة: مير محمد كتب خان، كراچی
- ☆ غاية البيان شرح الهداية، للإمام قوام الدين امير كاتب بن امير عمر أبقانى حنفى (ت ٧٥٨ هـ)، مخطوط مصور
- ☆ فتاوى قاضىخان (على هامش الهندية)، للأوزجندى، للإمام حسن بن منصور الحنفى (ت ٥٩٢ هـ)، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٣ هـ - ١٩٧٣ م
- ☆ فتح القدير شرح الهداية، لابن الهمام، كمال الدين محمد بن عبد الواحد الحنفى (ت ٦٨١ هـ)، مطبوعة: دار احياء التراث العربى، بيروت

الغُرُوةُ فِي مَنَاسِكِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

93

- ☆ كنز الإيمان، للإمام أحمد رضا الحنفى (ت ١٣٤٠ هـ)
- ☆ كتاب المبسوط للسرخسى، للإمام شمس الدين أبو بكر محمد السرخسى (٤٩٠ هـ)، مطبوعة: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ هـ - ٢٠٠٠ م
- ☆ كتاب الأصل المعروف بالمبسوط، للإمام أبي عبد الله محمد بن حسن الشيبانى (ت ١٨٩ هـ)، مطبوعة: عالم الكتب، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠ هـ - ١٩٩٠ م
- ☆ كتاب التجنيس والمزيد، للمرغيناني، برهان الدين أبي الحسن علي بن أبي بكر الحنفى (ت ٥٩٣ هـ)، مطبوعة: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشي، الطبعة الأولى ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٤ م
- ☆ كمال الدراية وجمع الرواية والدراية من شروح ملتقى الأبحر، للعلامة محمد بن ولى بن رسول ازميرى حنفى (ت ١١٦٥ هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤٣٨ هـ - ٢٠١٧ م
- ☆ لب لباب المناسك فى ضمن مجموع رسائل العلامة الملاء على القارى، للإمام نور الدين على بن محمد سلطان الهروى الحنفى (ت ١٠١٤ هـ)، مطبوعة: المكتبة المعروفة، لاهور، الطبعة الرابعة ١٤٤٠ هـ - ٢٠١٧ م
- ☆ مراقى الفلاح، للعلامة أبي الإخلاص حسن بن عمّار شرنبلالى حنفى (ت ١٠٦٩ هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥ - ١٩٩٥ م
- ☆ مختصر القدورى، للإمام أحمد بن محمد قدورى الحنفى (ت ٤٢٨ هـ)، مطبوعة: مؤسسة الريان، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٥ م
- ☆ ملتقى الأبحر، للعلامة فقيهه إبراهيم بن محمد بن إبراهيم حلبى حنفى (ت ٩٥٦ هـ)، مطبوعة: دار البيروتى، دمشق، الطبعة الثانية ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٥ م

فتاوى حج وعمره (حصه سيزدهم)

94

- ☆ مجمع الأنهر فى شرح ملتقى الأبحر، للإمام عبد الرحمن بن محمد بن سليمان الحنفى (ت ١٠٧٨ هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م
- ☆ مختارات النوازل، للإمام برهان الدين أبي الحسن علي بن أبي بكر الحنفى (ت ٥٩٣ هـ)، مطبوعة: مكتبة الإرشاد، إسطنبول، الطبعة الأولى ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م
- ☆ منحة الخالق على البحر الرائق، للعلامة محمد أمين بن عمر ابن العابدين الحنفى (ت ١٢٥٢ هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م
- ☆ كتاب الإختيار لتعليل المختار، للعلامة عبد الله بن محمود الموصلى الحنفى (ت ٦٨٣ هـ)، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م
- ☆ نور الإيضاح، للعلامة أبي الإخلاص حسن بن عمّار شرنبلالى حنفى (ت ١٠٦٩ هـ)، مطبوعة: مكتبة بركات المدينة
- ☆ وقار الفتاوى، مفتى وقار الدين قادري (ت ١٣١٣ هـ / ١٩٩٣ م)، ناشر: بزم وقار الدين، كراچي، اشاعت چهارم: مئى، ٢٠٠٨ م

## العروة فی مناسک الحج والعمرة فتاویٰ حج و عمرہ

مؤلف

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی  
(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی  
(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت

## طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم

مؤلف

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی  
(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی  
(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>